سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا چوتھا اجلاس

کارروائی اجلاس دوشنبہ مورخہ ۷ اکتوبر سنہ ۱۹۸۵ء

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
۱-	تلاوت قرآن مجید و ترجمہ	۱
۲-	وقفہ سوالات	۲
۳-	رخصت کی درخواست	۳۶
۴-	کمیٹی برائے حسابات عامہ کی تشکیل	۳۷
۵-	کمیٹی برائے قواعد و انضباط کار و استحقاقات کی تشکیل	۳۷
۶-	مسوداتِ قوانین جو پیش کئے گئے :-	۳۸
	۱- بلوچستان پبلک سروس کمیشن کا ترمیمی مسودہ قانون۔	۳۹
	۲- کوئٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا ترمیمی مسودہ قانون۔	۳۹
	۳- بلوچستان حاصل اراضی (جاری) کا ترمیمی مسودہ قانون ۔	۳۹
	۴- بلوچستان انسداد قماربازی کا (ترمیمی) مسودہ قانون۔	۳۹
	۵- بلوچستان وقف پراپرٹیز کا (ترمیمی) مسودہ قانون ۔	۴۰
	۶- بلوچستان ملکی آفات (انسداد اور امداد) کا (ترمیمی) مسودہ قانون ۔	۴۰
	۷- بلوچستان لینڈ ریونیو کا (ترمیمی) مسودہ قانون ۔	۴۰

(جاری صہ۲ پر)

جلد چہارم — شمارہ سوئم

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
	۸۔ بلوچستان اعانت قرضداری کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء (مسودہ قانون نمبر ۱۲)	۴۰
	۹۔ حصول اراضی بلوچستان (ترمیمی) مسودہ قانون نمبر ۱۳ مصدرہ ۱۹۸۵ء۔	۴۰
۷۔	مسودات قانون جو منظور کیے گئے :۔	۴۰
	۱۔ بلوچستان کے وزیراعلیٰ اور صوبائی وزراء کے (مشاہرات، مواجبات، واستحقاقات) کا (ترمیمی) مسودہ قانون —	۴۲
	۲۔ بلوچستان کے اسپیکر و ڈپٹی اسپیکر کے (مشاہرات و مواجبات اور استحقاقات) کا (ترمیمی) مسودہ قانون —	۴۷
	۳۔ بلوچستان اسمبلی کے اراکین کے (مشاہرات و مواجبات) کا (ترمیمی) مسودہ قانون —	۵۴

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا چوتھا اجلاس

اسمبلی کا اجلاس بروز دوشنبہ مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۸۵ء بوقت دس بج کر دس منٹ صبح زیرِ صدارت مسٹر محمد خان کاکڑ اسپیکر منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ از
قاری سید افتخار احمد کاظمی

وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ذَٰلِكُمْ
وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ
وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۝ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ
تَتَّقُونَ ۝

(صدق اللہ العظیم)

(پ ۸ ع ۶) سورۃ الانعام

ترجمہ :- اور جب تم بات کیا کرو۔ تو انصاف رکھا کرو / اگرچہ وہ شخص قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو / اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا کرو / اس کو پورا کیا کرو / ان باتوں کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے / تاکہ تم یاد رکھو اور عمل کرو / اور یہ کہ یہ دین / میرا راستہ ہے / جو کہ بالکل سیدھا ہے / سو اس راہ پر چلو / اور دوسری راہوں پر مت چلو، کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی / اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے۔ تاکہ تم احتیاط رکھو /

(وما علینا الا البلاغ المبین)

وقفۂ سوالات

مسٹر اسپیکر:- پہلا سوال مسز فضیلہ عالیانی صاحبہ کا ہے۔ وہ اپنا سوال دریافت کریں۔

۱۰۶ ۔ مسز فضیلہ عالیانی:

کیا وزیر اعلیٰ صاحب از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ قانون نے چند ججوں کی تنزلی کروائی تھی لیکن بعد ازاں ایک انکوائری کے نتیجہ میں یہ عہدیدار دوبارہ بحال کر دیئے گئے اور اس طرح حکومت کو مالی نقصان اٹھانا پڑا ؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا حکومت انکوائری رپورٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے ذمہ دار افسران کے خلاف کوئی کارروائی کر رہی ہے۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں نیز انکوائری رپورٹ کی نقول بھی فراہم کی جائیں۔

وزیر اعلیٰ:- (الف) جی ہاں یہ درست ہے۔ محکمہ قانون کی رپورٹ پر گورنر بلوچستان کی منظوری کے بعد ۲ ججوں کی تنزلی اور ایک جج کو برطرف کر دیا گیا تھا۔ لیکن یہ درست نہیں کہ بعد ازاں کسی انکوائری کے نتیجہ میں ان ججوں کو ان عہدوں پر دوبارہ بحال کر دیا گیا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ کی منظوری سے وزیر قانون نے فائل منگوائی اور اپنی سفارشات پیش کیں۔ ان سفارشات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مسئلہ پر دوبارہ غور ہوا اور بعد منظوری صرف دو ججوں کو اپنے عہدوں پر بحال کیا گیا ہے۔ مثل گورنر کو پیش کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں مزید کوئی احکام موصول نہیں ہوئے۔

(ب) جیسا کہ حصہ (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ انکوائری نہیں ہوئی اس لئے کسی آفیسر کو ذمہ دار ٹھہرایا نہیں جا سکتا۔ اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی مزید کارروائی ضروری ہے۔

مسز فضیلہ عالیانی:۔

(ضمنی سوال) جناب والا وزیر اعلیٰ صاحب نے میرے سوال کا جیسا جواب دیا ہے۔ اور وہ جس ذمہ داری سے جواب دیتے ہیں۔ اس پر مجھے پورا یقین ہے۔ لیکن میری راہنمائی کے لئے جواب کی پوری وضاحت کی جائے کیونکہ میرے علم میں یہ بات ہے کہ اس وقت کے وزیر قانون یعنی سیف اللہ خان پراچہ صاحب جو اس وقت ایوان میں تشریف رکھتے ہیں۔ انہوں نے انکوائری کروائی تھی۔ سیکریٹری قانون کی اس رپورٹ کے متعلق کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ انھوں نے کیا رائے دی تھی۔؟ کیا محکمہ قانون کی رپورٹ ان کے دائرہ اختیار میں تھی۔؟ یا دوسرے صوبوں سے افسر مجاز بلانے کے لئے جواز پیدا کیا گیا تھا۔ اس سوال کا جواب جو دیا گیا ہے۔ کہ کوئی انکوائری نہیں ہوئی۔ اس سلسلہ میں سیف اللہ صاحب بھی وضاحت فرمائیں۔ کیونکہ میرے علم میں ہے کہ انکوائری ہوئی تھی۔ اس کے بعد اس انکوائری رپورٹ پر ۱۵ جولائی کو ان دو ججوں کے تعیناتی احکامات بھی ہوئے تھے۔ ابتک اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا گیا ہے۔ ان کی پوسٹنگ نہیں کی گئی ہے۔ کیا اس ایوان میں وزیر اعلیٰ یہ یقین دہانی کرا سکتے ہیں۔ کہ وہ دو جج جو اپنی پوسٹنگ کے منتظر ہیں۔ ان کے ساتھ پورا انصاف کیا جائے گا۔ اور ان کی تعیناتی جلد ہو جائے گی۔؟

وزیر اعلیٰ:۔

جناب والا! میں اپنے معزز رکن کی توجہ اس امر کی جانب مبذول

کرانا چاہتا ہوں ۔ جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ باہر سے بلانے کے لئے یہ جواز پیدا کیا گیا ہے ۔ اس بارے میں میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ یہ جواز ہمارے وقت میں نہیں ہوا ۔ بلکہ گذشتہ حکومت کے دور میں اس وقت کے گورنر بلوچستان جنہیں ایم ایل اے کے اختیارات بھی حاصل تھے ۔ انھوں نے اس قسم کا ہدایت نامہ جاری کیا تھا جس کے ذریعے ان ججوں کو تعینات کیا گیا ۔ جناب والا ! اب جب کہ ہمارے لوگوں نے اس پر اعتراض کیا ۔ اور مطالبہ پیش کیا تو پھر ہمارے وزیر قانون نے ان قرار دادوں کو دیکھا ۔ اور کہا کہ انہیں بحال کیا جائے ۔ اور پھر انصاف کا تقاضہ بھی یہی تھا میرے پاس مسل آئی تو ہم نے انہیں بحال کیا ۔ اس کے بعد میں معزز رکن کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جہاں تک انصاف کا تقاضہ ہے یہ حکومت انصاف کے ہر تقاضے کو پورا کرے گی ۔ اور اس پر عمل کرے گی ۔

مسٹر سیف اللہ خان پراچہ وزیر منصوبہ و ترقیات :-

جناب اسپیکر !
عوام کی معلومات کے لئے میں یہ بتانا چاہوں گا ۔ جو کچھ مجھے اس وقت یاد ہے ۔ وزیر اعلیٰ کی مرضی کے ساتھ یہ فائل مجھے بھجوائی گئی تھی ۔ اور میں نے اس پر بڑا غور و خوض کیا ۔ اس میں جو اہم باتیں سامنے آئیں اس میں دو آفیسر انور لہڑی صاحب اور واجد آغا صاحب کے خلاف پہلے انکوائری ہو چکی ہے ۔ چیف سیکرٹری بلوچستان نے اپنی تسلی کے بعد انہیں بری کر دیا تھا ۔ انہیں ان کے خلاف کوئی مواد نہیں ملا ۔ باوجود اس کے ان افسران کے خلاف کارروائی کی گئی ۔ تو میں نے فائل پر یہی لکھا تھا کہ جب ان کے خلاف ایک مرتبہ انکوائری ہو چکی ہے تو دوبارہ ان کے خلاف انکوائری کرنا انصاف کے خلاف ہے ۔
جناب والا ! دوسری بات جو سامنے آئی وہ رولز آف بزنس کی ہے ۔ محکمہ قانون کنٹرولنگ اتھارٹی نہیں ہے ۔ جو بھی کارروائی ان کے خلاف ہونی تھی وہ محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کی طرف سے ہونی چاہیئے تھی ۔ اگر فائل کا مطالعہ کیا جائے تو تمام سفارشات جو تجویز کی گئی ہیں ۔ وہ محکمہ قانون نے کی ہیں ۔ چنانچہ اسے میں نے غیر قانونی سمجھا اور اپنی رپورٹ جام صاحب کو پیش کی ۔ اب کیا کارروائی ہونی چاہیئے

یہ جام صاحب اور محکمہ ایس اینڈ جی ملے ڈبی سے متعلق ہے۔

مسٹر اسپیکر:۔ کیا اس جواب سے معزز رکن مطمئن ہیں۔؟

مسز فضیلہ عالیانی:۔ جناب والا! جرأت اس ایوان میں کی جاتی ہے۔ اس پر ہمیں اعتماد ہے۔ لیکن ایک معتمد قانون چاہیے جس کا تعلق جہاں سے بھی ہو۔ اس کا تعلق یہاں سے ہو یا کہیں اور سے اگر وہ کسی کیس کی نمائندگی کر کے غلط فیصلہ دیتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے یہاں کے دو سیشن ججز کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ کیا ایسا کوئی قانون ہے۔ اس کے خلاف ایکشن لیا جائے۔؟
پھر ایک دفعہ میں کہتی ہوں کہ واحد آغا صاحب اور انور لہڑی صاحب کی پوسٹنگ جلد سے جلد کی جائے۔ تاکہ جو کچھ بھی ہوا ہے۔ اس کا ازالہ ہو۔

وزیر اعلیٰ:۔ جناب والا! میں آپ کے توسط سے پھر ایک دفعہ کہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن کو ہمیں خراج تحسین پیش کرنا چاہیئے۔ کہ ہم نے کس قدر جرأتمندانہ اقدام کیا ہے۔ حالانکہ جیسا کہ کہا گیا ہے۔ ان دو افراد کو نکالا گیا تھا۔ اب ان کے نکالنے پر یہ اسمبلی کیا کارروائی کر سکتی ہے۔ اور آپ کو بھی پتہ ہے۔ آپ بہتر جان سکتے ہیں۔ کہ ہمیں اس سلسلے میں کیا اختیارات حاصل ہیں۔ میں آپنا مزید کہتا ہوں کہ ہم سے جو ہو سکا ہے۔ ہم نے کیا ہے۔ آئندہ بھی جو انصاف کا تقاضا ہوگا۔ کریں گے۔ اور انصاف کے ترازو کو گرنے نہیں دیں گے۔

مسز فضیلہ عالیانی:۔ جناب والا! جام صاحب نے جو جواب دیا ہے۔ وہ

تسلی بخش ہے۔ اور میں امید کرتی ہوں کہ ان دو ججوں کے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔ اور انصاف یہ ہوگا۔ کہ جلد از جلد ان کی تعیناتی ہو۔ اس کے علاوہ ہم سب کی یہ کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ ایک ذمہ دار افسر کی غلطی سے اس صوبے کے لوگوں کے ساتھ نا انصافی ہوتی ہے۔ تو ہم سب اپنے لئے ایسے اختیارات حاصل کریں۔ تاکہ آئندہ کبھی ایسی غلطی نہ ہو۔ یہاں کے شخص کو باہر سے آنے والے شخص کے ہاتھوں سے یا یہاں کے کسی شخص سے نوکر شاہی یا سیکریٹری کے ہاتھوں پریشانی کا سامنا کرنا پڑے تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ یہ ہم سب کی جدوجہد ہونی چاہیئے۔ کہ ہم اپنے آپ کو با اختیار بنا سکیں۔

*۷۔ مسز فضیلہ عالیانی:۔

کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں اعلیٰ عہدوں پر فائز بہت سرکاری اہلکاران کی خدمات دوسرے صوبوں سے مستعار حاصل کی گئی ہیں جب کہ ان عہدوں پر تعیناتی کے لئے موزوں اہلکار صوبہ میں موجود ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو ان عہدیداروں کے نام کیا ہیں۔ نیز ان کی خدمات کتنے عرصے کے لئے مستعار لی گئی تھیں اور اب انہیں کام کرتے ہوئے کتنا عرصہ گزر چکا ہے۔؟

(ج) کیا حکومت دوسرے صوبوں سے تعلق رکھنے والے اہلکاروں کو واپس بھیج کر ان کی جگہ مقامی اہلکاروں کو تعینات کرنے کے لئے فوری اقدام کرے گی۔؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟

وزیر اعلیٰ:۔

(الف) یہ درست نہیں کہ حکومت کے ان اعلیٰ عہدوں پر دوسرے صوبوں کے اہلکاروں کی خدمات مستعار لی گئی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ججوں کی آسامیوں کے لئے موزوں افسر نہیں مل رہے تھے۔ اس لئے

صوبہ سندھ سے جن ججوں کی خدمات مستعار لی گئی تھیں ان کو واپس اپنے صوبے میں بھیج دیا گیا تھا۔ سوائے دو افسروں کے۔

(ب) مندرجہ ذیل عدلیہ کے افسر جن کا تعلق صوبہ سندھ سے ہے۔ بلوچستان میں کام کر رہے ہیں۔

۱۔ جناب قیصر احمد حامدی ۲۷ نومبر ۱۹۷۷ء سے تاحال بطور سیکرٹری محکمہ قانون۔

۲۔ جناب او ایس جی مرتضیٰ ۱۴ مئی ۱۹۸۲ء سے تاحال بطور ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ان کے کنٹریکٹ کی میعاد ۱۴ مئی ۱۹۸۴ء کو ختم ہو رہی ہے

(ج) قیصر احمد حامدی بطور مستعار افسر سندھ بلوچستان میں کام کر رہے ہیں تاہم حکومت مستعار افسروں کو کسی بھی وقت اپنے صوبے میں واپس بھجوا سکتی ہے۔

مسز فضیلہ عالیانی:۔ (ضمنی سوال) جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا ہے کہ معتمد قانون جناب قیصر احمد حامدی ۲۷ نومبر ۱۹۷۷ء سے صوبہ سندھ سے مستعار افسر کے طور پر لیے گئے اور یہ افسر اس وقت سے کام کر رہے ہیں۔ میں یہ پوچھتی ہوں کہ ڈیپوٹیشن کی کل مدت کتنی ہوتی ہے۔ ؟ کیا وہ قانون اس معتمد قانون پر لاگو نہیں ہوتا۔؟

وزیر اعلیٰ:۔ جناب اسپیکر! بعض اوقات ایسی قابلیت کے لوگ اس صوبے میں میسر نہیں ہوتے ہیں۔ اس لئے باہر سے آفیسر منگوائے جاتے ہیں۔ اب ہم کوشش کرکے یہ دیکھیں گے۔ اور ہمارے ایوان کے معزز ممبران کی یہ ذمہ داری ہونی چاہیئے کہ وہ یہ دیکھیں کہ ہمارے مقامی لوگ ان ضروریات کو پوری کر سکتے ہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ وقت آئے گا جب ہمارے علاقے کے لوگ یہ ضروریات اور شرائط پوری کر سکیں گے۔ کوئی قانون ضرور ہو گا

جس سے ڈپوٹیشن کی معیاد مقرر ہوتی ہے۔ یہاں سے مزید کوئی تجویز دی گئی ہوگی۔ جس سے یہ افسر مستعار منگوایا گیا ہوگا۔ اس واحد فرد کے متعلق جو ہمارے ممبر صاحب نے پوچھا ہے کے متعلق بعد میں بتلا سکوں گا۔ کہ انہیں کتنے عرصے کے لئے بلایا گیا تھا۔ ان کا کنٹریکٹ کب ختم ہو جائے گا۔ اور ان کو کس شرائط پر بلایا گیا تھا۔

مسز فضیلہ عالیانی:-

(ضمنی سوال) یہ میرے سوال کا ایک حصہ ہے۔ کہ اُنہیں کتنی مدت کے لئے بلایا گیا تھا اور اس کے باوجود میں یہ عرض کروں کہ میرے علم میں ہے۔ وُہ صرف پانچ سال کے لئے آئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود وُہ آٹھ سال سے زائد عرصے سے بطور سیکریٹری قانون کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بیس گریڈ کے افسران یہاں موجود ہیں۔ مثلاً چوھدری محمد اسلم اور سلطان محمد ناصر ہیں۔ بلوچستان کے کسی بھی جج کو یہاں پر سیکریٹری قانون لگایا جا سکتا ہے۔

ہمارے صوبہ میں ایک نہیں دو افسر بیس گریڈ میں موجود ہیں۔ جب سندھ سے اس افسر کو بلایا گیا تھا تو وہ اُنیس گریڈ میں کام کر رہے تھے۔ اور اب ان کا ڈپوٹیشن کا عرصہ بھی گذر چکا ہے۔

کیا اس پر وزیر اعلیٰ صاحب غور فرمائیں گے؟ کل جو ریزولیشن اس ہاؤس نے متفقہ طور پر پاس کیا تھا وُہ یہ تھا کہ بلوچستان میں کلیدی عہدوں پر یہاں کے قابل اور اصل لوگوں کو تعینات کیا جائے۔ تاکہ بلوچستان کے لوگوں کا احساس محرومی ختم ہو اور یہاں کے لوگوں کو اکاموڈیٹ کریں۔ کیونکہ ہمیں صوبائی خود مختاری حاصل ہے۔ اس ریزولیشن کے پیش نظر جسے پورے ہاؤس نے منظور کیا جو معزز ممبر یہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ وُہ پورے بلوچستان کی نمائندگی کرتے ہیں۔ لہٰذا اس پر ایکشن لیا جائے۔

مسٹر اسپیکر:-

اب آپ وزیر اعلیٰ صاحب کو کچھ کہنے کا موقع دیں۔

وزیر اعلیٰ:۔ جناب والا! اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ جس وقت حکومت چاہے ایسے افسر کو واپس بھیج سکتی ہے۔ کوئی شرط نہیں ہے۔ اس افسر کو واپس وہاں بھیج سکتی ہے۔ جہاں سے وہ مستعار لئے گئے ہیں۔ جہاں تک کل کے ریزولیشن کا تعلق ہے۔ جس کو اسمبلی نے بھی متفقہ طور پر پاس کیا ہے۔ میں اپنی محترمہ ممبر کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ہمارے صوبے کا تعلق ہے۔ ہم اس پر عمل کریں گے۔ اور جہاں تک مرکزی حکومت کا تعلق ہے۔ ہم اسے بھی کہیں گے۔ علاوہ ازیں ڈیپوٹیشن کی کوئی خاص مدت ضرور مقرر ہوگی۔

مسز فضیلہ عالیانی:۔ ڈیپوٹیشن کا عرصہ صرف تین سال ہوتا ہے۔ جب کہ زیادہ سے زیادہ پانچ سال ہوتا ہے۔ جناب والا! پانچ سال سے یہ عرصہ زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔

مس مینا کل آغا:۔ کیا وزیر اعلیٰ صاحب از راہ کرم یہ بتائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملازم میاں بیوی کو سروس کے دوران ایک ہی مقام پر تعینات نہ کرنے کی وجہ سے ان گھرانوں کے بچوں کے مستقبل اور تعلیم پر برا اثر پڑ رہا ہے۔

(ب) کیا حکومت ایسے اقدام اٹھانے پر غور کرے گی کہ ملازم میاں بیوی کو ایک ہی مقام پر تعینات کرکے ان کے بچوں کے تعلیمی پروگراموں کو مدنظر رکھتے ہوئے خواتین ملازمین ان کے شوہروں کی جائے ملازمت پر تبدیل کرنے کی سہولت میسر کرنے پر غور کرے گی۔

وزیر اعلیٰ:۔ (الف) ایسی کوئی صورتحال حکومت بلوچستان کے نوٹس میں نہیں ہے۔

کہ جس میں میاں بیوی کو ایک ہی اسٹیشن پر تعینات نہ کرنے کی وجہ سے اُن کے بچوں کے مستقبل پر بُرا اثر پڑ رہا ہو۔ تاہم اس ضمن میں موجود ہدایات [illegible] کے مطابق حتی الامکان یہ کوشش کی جاتی ہے۔ کہ میاں بیوی ایک ہی مقام پر تعینات کئے جائیں۔

(ب) جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ اس بارے میں واضح پالیسی موجود ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہو ملازم میاں بیوی کو ایک ہی مقام پر تعینات کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

مس پری گل آغا:

جناب اسپیکر صاحب! ہمارے ہاں [illegible] اکثر مرد اور خواتین ملازمین کے ساتھ یہ ہوتا ہے کہ اگر مرد ایک مقام پر ہے تو بیوی کسی دوسری جگہ پر۔ مثال کے طور پر ایک ماسٹر ہے جو تربت میں ہے مگر ان کی بیوی اورالائی میں پرنسپل ہے۔ میں نام بھی بتا سکتی ہوں اگر ممکن ہو تو میاں اور بیوی ملازمین کو ایک ہی جگہ پر تعینات کیا جائے اس طرح بچوں کا مستقبل تباہ ہو جائے گا۔ اندیشہ [illegible] والدین کے ساتھ دوبدر ہوتے ہیں۔ لہذا مہربانی فرما کر ان کو ایک اسٹیشن پر رکھا جائے۔

مسٹر اسپیکر:

کیا آپ جنرل سوال کر رہی ہیں یا کسی آدمی کو فائدہ پہنچانے کے لئے کہہ رہی ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر! جب تک یہ ہاؤس اپنے رولز آف بزنس کو فالو نہیں کرے گا اس وقت تک [illegible]

باہر اچھا نہیں پڑتا۔ وہ تو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارے مہمان، وزراء رولز سے واقف ہیں۔ جہاں تک سوال کے جواب کا تعلق ہے، تو وہ بالکل واضح ہے اگر اس میں مزید تشریح کی ضرورت نہیں تھی۔ جہاں تک ہو سکتا ہے۔ میاں بیوی کو ایک بنا دیا جاتا ہے۔

جناب والا! فرض کریں میاں ان پڑھ ہو اور اسکی بیوی پروفیسر ہو۔ تو ہمیں اس کا علاج بھی ڈھونڈنا پڑے گا۔ ہمیں اس امر کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا۔

مس پروین گل آغا:۔ جناب والا! یہ پرانے زمانے کی بات ہے۔ کہ میاں ان پڑھ اور بیوی پڑھی لکھی ہوتی تھی۔ جب ماں باپ لڑکی کی شادی اپنی مرضی سے کسی ان پڑھ کے ساتھ کر دیا کرتے تھے۔

مسٹر سپیکر:۔ مس پروین گل آپ مہربانی فرما کر اسمبلی کے آداب کو مدنظر رکھیں

مس پروین گل آغا:۔ میں عرض کر رہی تھی کہ آج کل کے دور میں یہ ممکن نہیں کہ کوئی پڑھی لکھی خاتون ان پڑھ مرد سے شادی کرے۔

مسٹر اسپیکر:۔ میرے خیال میں آپ بھی کوئی لکھا پڑھا کر ہی تلاش کریں شادی کے لیے۔

مس پروین گل آغا:۔ گستاخی معاف! آپ اپنا بھی سوچیں آپ کا کیا ہو رہا ہے

میں اپنی بات نہیں کر رہی ہوں ۔ (قہقہہ)

٭ ۱۲۲ مس پری گل آغا:-

کیا وزیر اعلیٰ یہ بیان فرمائیں گے کہ

(الف) حکومت نے جو بے روزگار سیل قائم کیا ہے اس بے روزگار سیل نے کتنے بے روزگار افراد کو روزگار فراہم کیا ہے۔

(ب) کیا حکومت بے روزگار خواتین کے لئے ایسا علیحدہ بے روزگار سیل قائم کرنے کی طرف غور فرمائے گی کیونکہ اس وقت صوبے میں بے روزگار خواتین کی تعداد میں کافی اضافہ ہو گیا ہے۔ جب کہ موجودہ بے روزگار سیل نے خواتین کو بہت کم روزگار کے مواقع فراہم کئے ہیں۔

وزیر اعلیٰ :-

(الف) جب سے بے روزگار سیل محکمہ ملازمت ہائے دفتری نظم و نسق میں قائم ہوا ہے ۔ اب تک بلوچستان کے دو سو بے روزگار افراد کو وفاقی محکموں / وفاق کے زیر انتظام کارپوریشنز میں مختلف عہدوں پر روزگار فراہم کیا گیا ہے ۔

(ب) فی الوقت صوبائی حکومت میں بے روزگار خواتین کے لئے کوئی علیحدہ بے روزگار سیل قائم کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے ۔ تاہم موجودہ روزگار سیل تمام مرد / خواتین بے روزگاروں کے لئے ہے ۔ خواتین بھی اس سیل سے بھی اس سیل سے رجوع کرکے استفادہ حاصل کر سکتی ہیں ۔

مس پری گل آغا :-

جناب اسپیکر ! ہمارے وزیر اعلیٰ نے جن دو سو آدمیوں کا ذکر کیا ہے ۔ براہِ مہربانی ممبران اور پورے ایوان کی اطلاع کے لئے ان کے ایڈریس اور پوری تفصیل بھی فراہم کریں ۔

وزیراعلیٰ:- جناب اسپیکر! مجھے علم تھا کہ محترمہ قابل اور کافی سمجھدار ہیں۔ اس لئے میں پوری تیاری کر کے آیا ہوں۔ اگر چاہیں تو میں پوری تفصیل پڑھ کر سنا سکتا ہوں۔ یا ان کو کاپی دے دوں گا۔

میں مذکورہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر! اگلا سوال دریافت کیا جائے۔ سوال نمبر ۱۲۸ بھی مس پروین گل آغا کا ہے۔

۱۲۸ - مس پروین گل آغا:- کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کہ بلوچستان ہاؤس اسلام آباد میں اراکین اسمبلی کے لئے رہائشی کمرے مخصوص ہیں۔ بلوچستان کے اراکین جب کبھی اسلام آباد کے دورے پر جاتے ہیں تو بلوچستان ہاؤس میں انہیں جگہ نہیں دی جاتی۔

(ب) کیا حکومت بلوچستان ہاؤس میں چند کمرے اراکین کے لئے مستقل طور پر مخصوص کرنے پر غور کرے گی۔

وزیراعلیٰ:- (الف) بلوچستان ہاؤس جب تعمیر کیا گیا تھا اس میں اراکین اسمبلی کے لئے گنجائش نہیں رکھی گئی تھی۔ اب جب کہ نیشنل اسمبلی، صوبائی اسمبلیاں اور سینیٹ کی اسمبلی وجود میں آ چکی ہے ایسی صورت میں بلوچستان ہاؤس کی توسیع ضروری ہو گئی ہے۔ چونکہ وزیر صاحبان اور آفیسر صاحبان کو اسلام آباد جانا ہوتا ہے۔ لہذا ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔ کہ جب ان

کو رہائشی کمرہ ملے

(ب) کمروں کی کمی کی وجہ سے فی الحال مشکل ہے ۔

مس پری گل آغا :- جناب اسپیکر! میں کہنا چاہتی ہوں کہ اسمبلی کے ممبران اور صوبائی وزیر صاحبان کو بلوچستان ہاؤس میں جگہ نہیں ملی۔ اگر پورٹ پر آتے ہیں تو آغا عبدالظاہر صاحب نے کہا کہ وہاں کمرہ خالی نہیں ہے۔ میں بطور ایک ممبر میٹنگ کے لئے جا رہی تھی۔ جام صاحب نے پیغام بھیجا کہ وہاں ایم پی اے کے لئے کمرہ دیا جائے۔ لیکن اگر پورٹ پر پہنچے انہوں نے کہا کہ کمرہ خالی نہیں ہے۔ جناب والا! جام صاحب وزیر اعلیٰ تھے۔ ان کی عزت ہونی چاہیے۔ آپ پیغامات بھیجتے ہیں۔ لیکن اس کا مثبت جواب نہیں ملتا۔ پوچھنے پر یہی بتایا گیا ہے۔ کہ فلاں سیکرٹری، فلاں ڈی سی، آئی جی یا فلاں ڈپٹی ڈائریکٹر موجود ہیں۔ اس لئے کمرہ خالی نہیں۔ ہم لوگ ایم۔پی۔اے ہیں۔ بلوچستان ہاؤس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں بلوچستان سے جانے والوں کو جگہ دی جائے ایم پی اے ہونے کی حیثیت سے ہمیں فوقیت دی جائے۔

ملک محمد یوسف علیزئی وزیر زکوٰۃ و سماجی بہبود :-

جناب اسپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سلسلے میں وضاحت کردوں چونکہ اس میں بلوچستان ہاؤس کی کارکردگی .....

مسز پری گل آغا :- جناب اسپیکر! چونکہ اس سوال کا تعلق جام صاحب سے ہے۔ اس لئے وہی مجھے جواب دیں۔ آپ سماجی بہبود کے وزیر ہیں۔

مسٹر اسپیکر :- جب جام صاحب جواب دیں، تو آپ اپنی بات کہیں ۔

وزیر اعلیٰ:- جناب والا! میں پہلے بھی کئی بار کہہ چکا ہوں کہ موجودہ حکومت اور ہمیں ممبران حضرات نے منتخب کیا ہے۔ میں عملی طور پر بلوچستان کے ممبران کو فوقیت دیتا ہوں جیسا کہ پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ عمارت کی کمی ہے وہ لوگ جو اسلام آباد میٹنگ میں جاتے ہیں۔ ان میں سینیٹر صاحبان ہیں۔ ایم۔ پی۔ اے ہیں ایم۔ این۔ اے ہیں۔ اور دیگر سرکاری افسران وغیرہ جاتے ہیں۔ تو عارضی طور ایسی بات پیدا ہو جاتی ہے۔ میرے خیال میں اخلاق کا بھی یہ تقاضا ہے۔ کہ بیٹھے ہوئے کو نہ نکالا جائے۔ لیکن ہم یہ کوشش کریں گے کہ ہم اپنے ایم پی اے صاحبان، سینیٹر صاحبان، ایم۔ این۔ اے صاحبان، اور منسٹر صاحب کو جگہ کی کمی کے باوجود رہائش فراہم کرنے کی کوشش کریں۔ ہم نے یہی ہدایات وہاں پر بھی دی ہیں ہمارے معزز رکن جو چاہتے ہیں انشاء اللہ ہم ان کی بات کو ہمیشہ فوقیت دیں گے جب وہ جا رہے تھے انہوں نے کہا انہیں پہلے موقع دیا جائے۔ انہوں نے بھی اخلاقی تقاضہ کو مدنظر رکھتے ہوئے بیٹھے ہوؤں کو نکالنا مناسب نہیں سمجھا۔

مس پری گل آغا:- شکریہ جناب صاحب۔

مسٹر اسپیکر:- اگر آپ اس بارے میں ایک انکوائری کروائیں تو ممبران حضرات کی شکایت ختم ہو جائے گی۔

وزیر اعلیٰ:- جناب والا! اس پر بالکل تحقیق کراؤں گا تاکہ آئندہ بلاوجہ ہمارے کسی رکن کو اس قسم کی تکلیف کا احساس نہ ہو۔

ملک محمد یوسف سیکرٹری فنڈ زکوٰۃ و سماجی بہبود:-
جناب والا! بلوچستان ہاؤس میں جو عملہ تعینات کیا گیا ہے وہ کوئٹہ کا نہیں ہے۔

لہذا اسے علم نہیں ہوتا کہ کون سے ممبران ہیں۔ کون سے ایم پی اے ہیں۔ اسطرح نہ تو اُن کی ریزرویشن ہوتی ہے۔ اور نہ ہی صحیح طور سے انتظام ہوتے ہیں۔ جہاں تک محکمہ اور خوراک وغیرہ کا تعلق ہے۔ تو وہ بھی صحیح نہیں مل رہی ہے۔

ڈاکٹر محمد حیدر بلوچ وزیر مواصلات و تعمیرات:- جناب وزیر صاحب

میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر کبھی چیز کی کمی رہ گئی ہے۔ تو اس کا تعلق میرے محکمہ سے ہے وہ یہ تمام چیزیں دیکھیں گے میرے خیال میں یہاں کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ محکمہ مواصلات و تعمیرات کے زیر نگرانی ہے۔

مسٹر اسپیکر:- جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے یقین دہانی کرائی ہے۔ کہ وہ اس کی تحقیقات کرائیں گے۔ اور آئندہ کسی ممبر اور منسٹر کو تکلیف نہیں ہونے دیں گے۔

نمبر ۱۵۲ - میر فتح علی خان عمرانی:- کیا وزیر اعلیٰ صاحب ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بلوچستان میں بے روزگاری کا مسئلہ بڑھ گیا ہے اور مقامی بے روزگار افراد کو روزگار ملنا مشکل ہو گیا ہے۔ غیر سرکاری ملازمت میں صوبہ بلوچستان کے بیرونی کوٹہ مقرر کیا گیا ہے۔ وہ [illegible] کیا جائے اور ان کی بجائے مقامی بے روزگار افراد کو بھرتی کیا جائے گا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سرکاری ملازمت [illegible] تاکہ ۹۰ فی صد مقامی بے روزگار افراد کو روزگار فراہم کیا جائے۔

وزیر اعلیٰ :-

(الف) یہ درست ہے کہ صوبہ بلوچستان میں بے روزگاری کا مسئلہ بتدریج [illegible] رہا ہے۔ اور مقامی بے روزگار افراد کو روزگار مہیا کرنے کا مسئلہ طے کرنے کے لئے صوبائی حکومت مناسب اقدامات کر رہی ہے۔ جہاں تک مرکزی محکمہ جات میں صوبہ بلوچستان کے لئے مقرر کردہ کوٹہ کو بڑھانے [illegible] اس بارے میں [illegible] ملازمت اور عمومی نظم و نسق وفاقی [illegible] کو [illegible] کوٹہ کو بڑھانے کے لئے وفاقی حکومت کو [illegible] روزگار افراد کو زیادہ سے زیادہ [illegible] کے علاقوں میں روزگار کے مواقع فراہم کئے جائیں [illegible] سے اتفاق نہیں کیا [illegible] کوٹہ سالوں تک برقرار رہے گا۔

تاہم اس ضمن میں صوبائی حکومت پوری کوشش کر رہی ہے کہ یہ کوٹہ آبادی کے تناسب سے بڑھا دیا جائے۔

(ب) جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ مرکزی حکومت نے کوٹہ میں اضافہ کے لئے ہماری استدعا سے اب تک اتفاق نہیں کیا۔ صوبائی سرکاری ملازمتوں براہ راست بھرتی کرنے کے لئے صوبائی حکومت نے مندرجہ ذیل پالیسی مرتب کی ہے جس کے تحت بھرتی علاقائی تخصیص کے ساتھ ساتھ قابلیت کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ اور مقامی بے روزگار اور برسر روزگار لوگ دونوں ان اسامیوں کے لئے درخواست دے سکتے ہیں۔

۱- [illegible]	۳	۵- سبی ڈویژن	۱
۲- [illegible] ڈویژن	۱	۶- کوئٹہ سٹی	۱
۳- [illegible] ڈویژن	۱	۷- [illegible] ڈویژن	۱
۴- قلات ڈویژن	۱	۸- مکران ڈویژن	۱

۹ - قلات ڈویژن	۱	۱۱ - کوئٹہ ڈویژن	
۱۰ - سبی ڈویژن	۱		
		ٹوٹل -	۱۲

درج بالا پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے مقامی بے روزگار افراد کو فوقیت نہیں دی جاسکتی۔

۱۲۱ - مس پری گل آغا :-

کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بتلائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے تمام جیل خانہ جات میں زیادہ تعداد میں خواتین قیدیوں کو چھوٹے چھوٹے کمروں میں قید رکھا جاتا ہے: جس میں وہ بمشکل اُٹھ بیٹھ سکتی ہیں۔ اور جس کی وجہ سے ان کمروں میں صفائی نہ ہونے کی وجہ سے وبائی امراض پھیلنے کا اندیشہ لاحق رہتا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا حکومت جیل خانہ جات میں محدود تعداد میں قیدی خواتین کو رکھنے اور خواتین کے لئے جیل خانہ جات میں زیادہ کمرے مخصوص کرنے پر غور کرے گی۔

وزیراعلیٰ :-

اس صوبہ میں قیدی خواتین کی تعداد نسبتاً کم ہوتی ہے اور ان کے لئے جیل میں علیحدہ مناسب کمرے مخصوص ہیں۔ اور ان کو ہر قسم کی سہولیات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ خواتین کے لئے رہائشی کمروں کے مناسب انتظامات ہیں

مس پری گل آغا :-

جناب والا ! وہاں پہلے ہی ایک بیرک موجود ہے۔ خواتین کے کمرہ کے ساتھ ہے، وہ خواتین کو دے دی جائے۔ اگر آپ اس وقت آرڈر کریں تو ڈائریکٹر جیل خانہ جات بھی موجود ہیں۔ اور وہ خواتین کو بیرک دے دیں۔

مسٹر اسپیکر :-
جب جام صاحب معائنہ کیلئے جائیں گے تو آپ اس وقت اس کی سفارش کریں ۔

مس پری گل آغا :-
جناب والا ! دراصل میں اکثر قصور کرتی ہوں۔ جتنا مجھے علم ہے ۔ میں اس ایوان کو بتانا چاہتی ہوں ۔ اس موقع پر ہمارے ڈائریکٹر جیل خانہ جات بھی تشریف رکھتے ہیں ۔ کوئٹہ جیل میں خواتین کے لئے اتنا چھوٹا کمرہ ہے ۔ کہ اس میں گنجائش سے کہیں زیادہ قیدی خواتین کو رکھا گیا ہے ۔ اس میں اس وقت تقریباً پچاس ساٹھ قیدی عورتیں ہیں ۔ اس چھوٹے سے کمرے میں نہ تو صحیح طریقہ سے بیٹھ سکتی ہیں ۔ سونے کو تو چھوڑ دیجئے ۔ اس کمرہ میں انتظام اتنا برا ہے کہ میں بتلا نہیں سکتی ۔ اگر جام صاحب وہاں جا کر دیکھیں تو انہیں بھی افسوس ہوگا کہ واقعی یہ خواتین کے ساتھ ظلم ہے اس لئے میں نے سفارش کی تھی کہ ان کے لئے ایک کمرہ مزید بنایا جائے ۔ دوسری بات یہ ہے ۔ کہ موجودہ کمرے کے ساتھ کوئی باتھ روم نہیں ہے .... اور جو باتھ روم ہے وہ بہت دور ہے ۔ اس کے علاوہ اتنا گندہ ہے ، کہ کوئی شریف آدمی شریف آدمی نہیں بتا سکتا ۔ گر مجھے افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے سوال کا تسلی بخش جواب نہیں دیا جاتا ۔

وزیر اعلیٰ :-
جناب والا ! میں یہ نہیں کہوں گا کہ میری معزز رکن نے جو باتیں کہی ہیں ۔ وہ صحیح نہیں ہیں ۔ وہ اس سے پہلے کونسل کی ممبر رہی ہیں ۔ اور اب ماشاء اللہ صوبائی اسمبلی کی ممبر ہیں ۔ میں اس پر یہی کہوں گا کہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے ۔ صحیح کہا ہے ۔ مجھے اُمید ہے کہ ہم کوئی ایسا وقت نکالیں گے

جب مس پری گل میری دعوت پر جیل کا معائنہ کرنے چلیں گی ۔ جس جیل کا انہوں نے حوالہ دیا ہے ۔ اُسے چل کر ہم دیکھیں گے اور جہاں تک حکومت کا تعلق ہے ان کو حل کرنے کی کوشش کریں گے ۔

۱۲۸ مس پری گل آغا ۔

کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم فرمائیں گے کہ

(الف) حکومت نے ضلعی سطح پر لوکل سرٹیفکیٹ / ڈومیسائل سرٹیفکیٹ جاری کرنے کے لیے جو کمیٹیاں تشکیل دی ہیں ان کمیٹیوں میں کون کون اشخاص کو نمائندگی دی گئی ہے ۔

(ب) کیا حکومت ان کمیٹیوں میں خواتین کو بھی نمائندگی دینے پر غور کرے گی ۔ ؟

وزیر اعلیٰ

(الف) حکومت نے تمام کو لوکل اور ڈومیسائل سرٹیفکیٹ جاری کرنے کے لئے ضلعی سطح پر کمیٹیاں قائم کی ہوئی ہیں ۔ ان کمیٹیوں میں عام طور بلدیاتی اداروں کے چیئرمین و ارکان ، جرگہ ممبران اور قبائلی معتبرین کو نمائندگی دی گئی ہے ۔ یہ کمیٹیاں درخواست دہندہ سے تفصیلی انٹرویو کرنے کے بعد لوکل / ڈومیسائل سرٹیفکیٹ جاری کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں سفارشات پیش کرتی ہیں ۔ یہ کمیٹیاں مناسب حد تک اپنے فرائض اطمینان بخش طریقہ سے انجام دے رہی ہیں ۔ اور ان کے متعلق کوئی خاص شکایات موصول نہیں ہوئی ہیں

(ب) ضلعی سطح پر قائم کمیٹیوں میں خواتین کو نمائندگی دی جاتی ہے ۔ اور اُنہیں وقتاً فوقتاً ان کمیٹیوں میں شامل کیا جاتا رہا ہے ۔

مس پری گل آغا ۔ ضمنی سوال ، جناب ! جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ انہوں نے عموماً لوکل اور ڈومیسائل کمیٹیوں سے شکایات نہیں ہے ۔ کچھ عرصہ پہلے

آپ نے خود اخبار میں پڑھا کتنے جعلی لوکل اور ڈومی سائل سرٹیفکیٹ بنے۔ ان کا مجھے بتا سکتے ہیں آپ کو علم ہے یا نہیں۔

وزیر اعلیٰ:-

جناب والا! میں اس سلسلے میں کیا کہہ سکتا ہوں یہ ہر ایک کی اپنی ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ اگر کوئی اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے انجام نہیں دے سکتے تو میں اس کی زیادہ تشریح نہیں کر سکتا ہوں۔ یہ کام تو ہماری ان کمیٹیوں کا ہے۔ جو اس سے وابستہ ہیں۔ یہ ان کی کارکردگی پر منحصر ہے ان کے کام اور عمل پر منحصر ہے۔ کسی کو وہ جعلی اور کسی کو اصل قرار دیتے ہیں۔ جہاں تک ان ڈومی سائل اور لوکل سرٹیفکیٹ ایشو کرنے کا تعلق ہے اب لوکل اور ڈومی سائل سرٹیفکیٹ دینا ایک کاروبار ہو چکا ہے۔ میں یہ چیز اس ایوان میں سب سے واضح کہہ سکتا ہوں۔ کہ اب تک کام تسلی بخش نہیں ہے۔ اس سلسلے میں بہت سی خامیاں موجود ہیں۔ اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ کس وجہ سے بلوچستان کی آبادی بڑھتی جا رہی ہے۔ اور اگر ہم نے اس پر کنٹرول نہ کیا تو یہ بڑھتی جا رہی ہوگی۔ اور بلوچستان کے لئے ایک اہم مسئلہ بن جائیگا میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ لوگوں کا ہمارے ساتھ تعاون ہوگا تو انشاء اللہ ایسا طریقہ اختیار کیا جائے گا کہ یہاں پر غلط لوگوں کا اندراج نہ ہو۔ مجھے امید ہے کہ آپ کا پورا تعاون ہمارے ساتھ ہوگا۔ میں معزز رکن سے اتفاق کرتا ہوں۔ اس میں کئی جعلی بھی ہیں۔ کئی صحیح بھی ہیں ہم انشاء اللہ اس کے ہر پہلو پر غور کریں گے۔ اور جب اس ایوان میں دوسری دفعہ آئیں گے تو اس کے متعلق تفصیل سے پیش کروں گا۔ کہ اس کا علاج کیسے ہو سکتا ہے (تالیاں)

مسٹر عبدالرحمان کرد:-

جناب والا! عجیب عجیب لوگ ہیں۔ ان کو سرٹیفکیٹ نہیں ملتا ہے۔ اجر لوگ جو اپنا کام کرا لیتے ہیں۔ پہلے تو

چیئرمین اس کی تصدیق نہیں کرسکتے ہیں۔ جب تک پیسہ وصول نہ کریں پھر نائب تحصیل دار اور تحصیل دار پیسے وصول کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں میرے اپنے کاغذات بھی ان کے پاس پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ تصدیق نہیں کرتے ہیں جب تک ان کو پیسہ نہ دیا جائے۔ اس کے لئے آپ کیا علاج کرتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ:- اس کا علاج کیا ہوسکتا ہے۔ اس ہاؤس سے بڑھ کر کوئی ادارہ نہیں ہے۔ میری تجویز یہ ہوگی کہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی تشکیل دیں۔ تاکہ وہ اس سلسلے میں بہتر اور مفید تجاویز دے۔ اور سلسلے میں حکومت کیا اقدام کرسکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس سے مفید تجویز نہیں ہوسکتی۔

میر عبدالکریم نوشیروانی:- یہ ہمارے معاشرے میں ایک بہت بڑی چیز ہے ہمیشہ ہمارے ضلع کی بولان میڈیکل کالج اور کیڈٹ کالج کی سیٹیں دوسرے طالبعلموں کو مل جاتی ہیں۔ ایسا صرف خزب اضلاع کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے۔ خاران میں سندھ سے لوگ آتے ہیں۔ وہاں سے معتبروں سے مل کر لوکل اور ڈومی سائل جاری کرا لیتے ہیں۔ اور پھر ان مخصوص نشستوں پر چلے جاتے ہیں .... اس کے لئے یہ بہتر ہوگا کہ اس کمیٹی میں ضلع کا ڈپٹی کمشنر ہو ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین اور علاقے کا ایم۔پی۔اے اس میں شامل ہو۔ یہ ہر ضلع میں ایسا ہو ورنہ پہلے کی طرح ہمیشہ یہ نشستیں غیر مستحق لوگوں کو ملتی رہینگی۔ پیسے دے کر لوگ جعلی سرٹیفکیٹ ایشو کرا لیتے ہیں۔ جیسا کہ پچھلے دنوں آپ کو پتہ چلا ایک ڈی سی کا پی اے ایک کلرک تھا۔ جن کے پاس جعلی مہریں تھیں وہ مہر لگا کر دیتے تھے اور دستخط کر دیتے تھے کئی ہزار سرٹیفکیٹ انہوں نے ایشو کئے بعد میں وہ پکڑے گئے۔ پتہ نہیں چلا ان کو کینسل کیا گیا ہے۔ یا نہیں۔ میں آپ سے گذارش کروں گا کہ آپ

اس پر غور کریں۔ یہ ہمارا بنیادی حق ہے۔

مسٹر بشیر مسیح :۔ جناب اسپیکر! جیسا کہ آپ وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا ہے کہ میں ڈومی سائل کے لئے خاص بندوبست کروں گا۔ میری عرض ہے کہ ڈومی سائل حاصل کرنا غریب لوگوں کے لئے مشکل ہوتا ہے۔ جب وہ ڈومی سائل بنانے جاتے ہیں ان سے فرد مانگی جاتی ہے۔ کچھ غریب ایسے بھی ہیں۔ جن کے پاس اپنی کوئی زمین نہیں ہے۔ جائیداد نہیں ہے۔ میری گذارش ہے کہ ان کا لحاظ کیا جائے اور ان سے فرد نہ مانگی جائے۔ پچھلے دنوں بھی ایسا ہوا ہے کچھ لوگ ڈومی سائل مانگنے گئے ان سے کہا گیا کہ آپ فرد لائیں۔ وہ یہاں چالیس سال سے ملازم ہیں۔ غریب ہیں۔ ان کے پاس کوئی فرد نہیں ہے۔ ان کا کیا حال ہوگا۔؟ میں وزیر اعلیٰ سے گذارش کروں گا کہ وہ یہ حکم جاری کریں کہ ان غریب لوگوں سے فرد نہ مانگی جائے۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی فرد نہیں ہے۔

وزیر اعلیٰ :۔ جناب اسپیکر:۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے۔ کہ اس ہاؤس سے بڑھ کر کوئی ادارہ نہیں ہے۔ جب آپ اس ملک اور صوبے کا قانون بنا سکتے ہیں۔ آپ ہر چیز میں ترامیم کرسکتے ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس ادارے کی تجاویز سے بہتر کوئی تجاویز نہیں ہوسکتی ہیں۔ ہم اس سے ایک کمیٹی تشکیل دیں گے۔ جو ہمارے ان ممبران کی تجاویز کا جائزہ لے گی۔ اور اپنی سفارشات اس ہاؤس میں پیش کرے گی۔ اس میں جو بھی مسائل ہیں۔ اس میں جو بھی مسائل ہیں وہ پیش کئے جائیں گے۔ جیسا کہ سردار صاحب نے چیئرمین کا مسئلہ پیش کیا ہے۔ ڈی۔سی صاحبان دستخط نہیں کر رہے ہیں۔ اس کمیٹی میں یہ معزز رکن اپنے مسائل پیش کریں گے۔ لہٰذا تمام نکات کا کمیٹی تفصیل سے جائزہ لے گی۔

سردار دینار خان گردو:۔ جناب جہاں تک پوچھا جاتا ہے۔ جس کمیٹی کے لئے آپ درخواست دے رہے ہیں۔ اس کا قبرستان کدھر ہے؟ میں نے کہا میں قبرستان والوں کے لئے نہیں بلکہ زندہ باشندوں کے لئے سرٹیفیکیٹ مانگ رہا ہوں۔

وزیر اعلیٰ:۔ آپ جب کمیٹی میں ہوں گے تو کم از کم عینی طور پر شہادت دے سکیں گے جو آپ کا بیان صحیح ہوگا۔

وزیر اعلیٰ:۔ جناب اسپیکر! باقاعدہ جواب پڑھنے سے پہلے میں یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ معزز رکن نے اپنے سوال میں جو کچھ دریافت کیا تھا۔ میں اس سے متفق ہوں۔ یہ درست ہے کہ ابھی تک نصیر آباد میں امن و امان کی صورت حال جس کی انہوں نے نشاندہی کی ہے۔ صحیح نہیں۔ کیونکہ معزز رکن کو بہتر معلوم ہے اس لئے انہوں نے سوال پوچھا ہے۔

جناب والا! امن و امان کی صورت حال کے بارے میں جیسا کہ جواب لکھ کر دیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح گول مول جواب دیکر ہم اس ملک کی صحیح خدمت نہیں کریں گے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ متعلقہ حضرات جواب دینے سے پہلے اچھی طرح دیکھ لیں گے۔ کہ جو کچھ جواب میں لکھا گیا ہے۔ آیا درست ہے؟ (تالیاں) تاہم میں ایوان کی خدمت میں جواب پڑھ دیتا ہوں۔

*** ۱۳۴ - میر نبی بخش کھوسہ:۔** کیا وزیر اعلیٰ صاحب ازراہ کرم یہ بیان کریں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے۔ کہ ضلع نصیر آباد میں امن وامان کی صورتحال خراب ہو چکی ہے۔ آئے دن قتل وغارت اور ڈکیتی کی وارداتیں رونما ہو رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے لوگ خود کو غیر محفوظ تصور کرتے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لوگوں کو اپنی جان ومال کی حفاظت کے لئے اسلحہ لائسنس فراخ دلی سے جاری کرے گی۔ اور کوٹہ کی قید اٹھائیگی۔ نیز متعلقہ ڈپٹی کمشنر اور ایس۔ ڈی۔ ایم کو مکمل اختیارات دئے جائیں گے تاکہ وہ لوگوں کو عوامی نمائندوں کی سفارش پر اسلحہ لائسنس جاری کر سکے۔

وزیر اعلیٰ:-

(الف) یہ درست نہیں کہ ضلع نصیر آباد میں امن وامان کی صورت حال اطمینان بخش نہیں ہے۔ وہاں کے حالات معمول کے مطابق ہیں اگر جرائم کا گذشتہ سال کے جرائم سے موازنہ کیا جائے تو سال ۱۹۸۵ء کے آٹھ ماہ کے جرائم ۱۹۸۴ء کے آٹھ ماہ کے جرائم سے زائد نہیں ہیں۔ اور امن وامان کی صورت حال کا کسی بھی ضلع سے تقابل کیا جا سکتا ہے۔ بہر کیف معزز ممبر کے خدشات کے پیش نظر وہاں حفظ ماتقدم کے طور پر بلوچستان ریزرو پولیس اور فرنٹیئر کور پہلے ہی سے تعینات کر دی گئی ہیں۔

(ب) حکومت پہلے ہی اسلحہ لائسنس جاری کرنے کے اختیارات متعلقہ ڈپٹی کمشنرز کو دے چکی ہے۔

سردار دینار خان کرد:- جناب والا! جیسے کہ جام صاحب نے فرمایا کہ وہ اس جواب سے مطمئن نہیں ہیں۔۔۔۔

وزیر اعلیٰ:- جناب اسپیکر۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں

جہاں تک امن و امان کے مفہوم کا تعلق ہے۔ تو عرض کروں کہ امن ایک وسیع لفظ ہے۔ جہاں تک نصیر آباد کے حالات کا تعلق ہے۔ اور اس سلسلے میں معزز رکن نے جن خدشات کا اظہار کیا ہے۔ کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے۔ تو یہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ کہ امن بحال کیا جائے اور میں اس معزز ایوان میں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ امن امان بحال کیا جائے گا۔

سردار دینار خان کرد:۔ جناب والا! جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ امن و امان کی صورت حال صحیح نہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ گویا منسٹر صاحبان کو جس طرح جواب فراہم کیا جاتا ہے۔ آپ اسی طرح پڑھ دیتے ہیں۔ پہلے اس کا مطالعہ نہیں کرتے۔ مثلاً جیسے کہ پراچہ صاحب نے محترمہ پری گل صاحبہ کے سوال کے جواب میں انیس سو اسی (۱۹۸۰) کی رقم کی رقم کے متعلق بتایا جب کہ محترمہ نے انیس سو پچاس (۱۹۵۰) کے متعلق دریافت کیا تھا۔ اور اس کا جواب بھی یہی ہونا چاہیئے تھا کہ پانچ سال پہلے اتنی رقم دی گئی تھی یا اتنے فنڈ تھے میرے خیال میں اتنا جواب کافی تھا لہذا معلوم ہوا کہ اسی طرح آپ لوگ بغیر پڑھے جواب ٹھوک دیتے ہیں (تالیاں)

وزیر اعلیٰ:۔ ہو سکتا ہے نہ پڑھتے ہوں لیکن مجھے خود اس جواب سے تسلی نہیں تھی، اس لئے میں نے پہلے وضاحت کر دی۔

جناب والا! جہاں تک امن و امان کا تعلق ہے۔ تو میں اس معزز ایوان سے درخواست کروں گا۔ کہ آپ بھی مجھ سے تعاون کیجئے۔ میں عرض کروں گا کہ آپ ظالم کو ظالم۔ مظلوم کو مظلوم، چور کو چور ڈاکہ ڈالنے والے کو ڈاکو کہیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں بلوچستان امن و امان کی فضا تبدیل کر کے

دکھاؤں گا۔ لیکن مجھے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔ اور اسطرح کہ آپ ہر بُرا کام کرنے والے کو بُرا کہیں (تالیاں) ورنہ سب ڈاکو، چور، ظالم اور قاتل اپنی اپنی جگہ رہیں گے۔

سردار دینار خان کرد:۔ جناب والا! چوروں اور قاتلوں کی پشت پناہی کی جاتی ہے۔ اور جب تک ان کی پشت پناہی ہو وہ ٹھیک نہیں ہوں گے۔

میر نبی بخش خان کھوسہ:۔ جناب اسپیکر! میں وزیر اعلیٰ کا مشکور ہوں کہ انہوں نے امن و امان کے بارے میں بڑی وضاحت سے فرمایا اور کہا کہ اس بارے میں سوچ سمجھ کر جواب دیا جانا چاہیئے۔ ان کو حالات سے آگاہی ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ اس مسئلہ پر قابو پالیں گے۔

جناب والا! کل یہاں قرارداد بھی پاس ہوئی ہے۔ میں اس کے لئے بھی مشکور ہوں۔ اگر اس قرارداد پر عمل کیا گیا تو انشاء اللہ امن و امان کے مسئلہ پر قابو پا لیا جائے گا۔ شکریہ

میاں سیف اللہ خان پراچہ:۔ جناب والا! سردار دینار خان کرد صاحب نے میرے متعلق کہا۔ جناب اسپیکر! آپ اجازت دیں تو میں وضاحت کردوں۔ پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ میں ایوان میں پوری طرح تیاری کرکے آتا ہوں۔ نہ صرف یہ بلکہ میں...... سپلیمنٹری سوالات کے لئے بھی تیار ہو کر آتا ہوں۔ اگر کوئی اسی دن مجھ سے پوچھتے تو میں ان کی تسلی کے لئے جواب دے دیتا۔ لیکن دو دن کے بعد اس طرف توجہ دلائی گئی ہے یا اس کا حوالہ دیا گیا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں یہ ناانصافی ہے۔

سردار دینار خاں کرد:۔ یہاں نے صرف مثال دی تھی درنہ خدا نخواستہ آپ پر میں نے تنقید نہیں کی

*** ۱۳۳ - میر نبی بخش خاں کھوسہ:۔**

کیا وزیر اعلیٰ یہ بیان کریں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے، کہ "ریگولر لاء" رائج ہونے کی وجہ سے حصول انصاف دقت طلب اور مہنگا ہوگیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے، تو کیا حکومت اس تجویز سے اتفاق کرے گی کہ کوئٹہ قلات ٹربیونل آرڈیننس کو منسوخ کیا جائے۔ اور سابقہ قبائلی جرگے تشکیل دیئے جائیں جس میں قبائلی معتبرین کی نمائندگی ہے۔

(ج) اس وقت نصیر آباد سب ڈویژن اور اوستہ محمد سب ڈویژن میں جو "ریگولر لاء" رائج ہے۔ کیا اس کو ختم کرکے سابقہ سسٹم رائج کیا جائے گا۔ تاکہ علاقے میں امن و امان قائم ہو سکے۔

وزیر اعلیٰ:۔

(الف) بلوچستان کے ۲۶ سب ڈویژن میں سے صرف دو سب ڈویژن میں ریگولر قانون نافذ ہے۔ اور باقی ماندہ تمام صوبے میں ماسوائے میونسپل حدود میں آرڈیننس II ۱۹۶۸ء نافذ العمل ہے۔ یہ آرڈیننس ایف۔سی آر کی جگہ ۱۹۶۸ء میں رائج کیا گیا۔ چونکہ ہائی کورٹ نے سابقہ قانون کو انصاف کے تقاضوں کے برخلاف قرار دیا۔ حکومت نے آرڈیننس مجریہ I اور آرڈیننس مجریہ II ۱۹۶۸ء اس مقصد کے تحت رائج کئے کہ ایک طرف تو انصاف کے اصولوں کی پابندی ہو۔ اور دوسری طرف قبائلی معاشرتی اصولوں کی قانونی طور پر پاسداری ہو یہ قوانین نہ تو دقت طلب ہیں اور نہ ہی مہنگے ہیں۔ اور صوبے کے تمام اضلاع ماسوائے نصیر آباد کے دو سب ڈویژن

کے ہیں ۔ نسلی بخش طور پر نافذ العمل ہیں ۔

(ب) اس کا جواب جزو (الف) میں دیا گیا ہے

(ج) اس کا جواب پہلے ایک اور سوال میں دیا جا چکا ہے ۔ اور یہ حکومت فون کے زیر تجویز ہے ۔

میر نبی بخش خان کھوسہ :۔

جناب اسپیکر! نصیر آباد میں ۱۹۶۸ء میں ایک آرڈر کے تحت ریگولر نافذ کیا گیا تھا ، اور علاقہ پولیس کے زیر نگرانی ہو گیا ۔ جیسا کل کی قرارداد میں بھی کہا گیا کہ وہاں لیویز کا کنٹرول نافذ کیا جائے ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ کوئٹہ قلات آرڈی ننس کے ذریعے امن قائم نہیں ہو سکتا ۔ لہذا پہلے کی طرح ہمارے ہاں کسٹم لا ، ایف سی آر نافذ کیا جائے تو یہ بہتر ہو گا ۔ ہمیں اس کا تجربہ ہے ، اس لئے اس معزز ایوان میں وزیر اعلیٰ سے عرض ہے ۔ کہ بلوچستان میں کوئٹہ قلات آرڈی ننس منسوخ کر کے کسٹم لاء لیویز نظام نافذ کیا جائے ۔ اس طرح انشاء اللہ امن قائم ہو گا ۔ ہماری یہ اسمبلی قانون ساز ادارہ ہے ۔ ہم اس ہاؤس میں ان قوانین میں ترمیم پیش کر سکتے ہیں ۔ بلکہ وہ آرڈی ننس محض ایک آرڈر تھا ۔ باقاعدہ قانون نہیں تھا ۔ اسے قانونی تحفظ حاصل نہیں تھا ۔ لہذا ہم گذارش کریں گے کہ وہ ہمیں تسلی دلائیں کہ کوئٹہ قلات آرڈی ننس کی بجائے کسٹم لاء نافذ ہو سکتا ہے ۔ سارے بلوچستان بھائی بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ان کو واقفیت ہے ۔ اور وہ جانتے ہیں ۔ کہ اس کے نتیجے میں امن قائم ہو سکتا ہے ۔ شکریہ ۔

وزیر اعلیٰ :۔

جناب اسپیکر! قواعد و ضوابط کے تحت تو اس کے لئے فریش نوٹس ہونا چاہئے تھا ۔ لیکن اب بات چھڑ گئی ہے ۔ تو قدرے وضاحت کرنا ضروری ہے ۔

جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ اس معزز ہاؤس میں قرار داد پیش ہوئی ہے اور منظور بھی ہوگئی ہے۔ میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں استعمال ہونے والا ہر لفظ پیش ہونے والی ہر قرار داد صرف اس لئے نہیں ہوگی کہ یہاں کی گیلریز تک گھومتی رہے بلکہ آپ یہاں جو ریزولیوشن لائیں گے۔ سوال پوچھیں گے وہ سارے صوبہ بلکہ پاکستان میں سنا جائے گا۔ اور اس کا ردِ عمل ہوگا۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ بہتر طریقہ کار یہی ہونا ہے۔ کہ انھوں نے جو کمیٹی تشکیل دی ہے اس کے ساتھ ہم نے بھی مرکزی حکومت سے سفارش کی ہے۔ اس کے علاوہ ہم بیٹھیں گے اور آپ کی کمیٹی باقاعدہ طور پر جائزہ لے گی۔ تاکہ عوام کو بھی سمجھا سکیں اور مرکزی حکومت کو بھی مطمئن کر سکیں۔ ہمارے پرانے نظام میں جرگہ سسٹم ہے۔ ہمیں انہیں یہ ثابت کر کے دکھانا ہوگا۔ ہمارا یہ نظام آپ کے اس ایٹمی دور سے جس دور میں لوگ چاند پر کمند ڈال رہے ہیں۔ کہیں بہتر ہے۔ اگر ہم اس نظام کو اختیار کریں گے تو ہمیں صدیاں پیچھے جانا ہوگا۔ تو ہمیں یہ ثابت کرنا ہوگا کہ یہ چیز اس سائنس دور بھی بہتر ہو سکتی ہے۔ جو کمیٹی آپ نے تشکیل دی ہے۔ وہ اس کے تمام پہلوؤں پر غور کرے گی۔ اور جو چیز بلوچستان کے عوام کے مفاد میں ہوگی۔ انشاء اللہ تعالےٰ ہم وہی کریں گے۔ اور ہم وہی قانون پاس کریں گے۔ جو بلوچستان کے عوام کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ جس سے لوگوں کو انصاف ملے گا۔

میر نبی بخش خان کھوسہ:۔ جناب والا! اس کمیٹی کے نگران صاحب کون ہیں؟۔ اس بارے میں آپ کچھ بتا سکتے ہیں؟

مسٹر اسپیکر:۔ جام صاحب نے آپ کے سوال کا پورا جواب دے دیا ہے۔ اگر کوئی اور

بات ہو تو آپ آئندہ اجلاس میں پوچھیں ۔ جہاں تک کوریڈ قلات آرڈی ننس کا تعلق ہے ۔ میں بھی سمجھتا ہوں کہ اس سے بلوچستان کے لوگ متفق ہیں۔ اسے اس ہاؤس کے سامنے رکھا جائے تو میرے خیال میں یہ زیادہ مناسب ہوگا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے لوگوں کو اطمینان ملے گا ۔

مسز فضیلہ عالیانی :- جناب اسپیکر! وقفہ سوالات صرف ایک گھنٹہ کا ہوتا ہے ۔ اور اگر سوالات ایک گھنٹے میں ختم نہ ہوں تو وہ سوالات اگلے روز کے لئے دوسرے اجلاس کے لئے رکھ دیئے جاتے ہیں ۔ کیا یہ درست نہیں ہے؟ اب جبکہ ایک گھنٹہ سوالات کا ہو گیا ہے تو آپ کیا کریں گے ۔؟

مسٹر اسپیکر: آج چونکہ اسمبلی کا اجلاس دس بجکر دس منٹ پر شروع ہوا تھا لہذا اس اعتبار سے پانچ منٹ زائد ہوئے ہیں ۔

وزیر اعلیٰ :- جناب والا! وقفہ سوالات ایک گھنٹہ ہوتا ہے ۔ اس کے بعد جو سوالات رہ جاتے ہیں ۔ وہ ہاؤس کی ملکیت ہو جاتے ہیں ۔ اور ایوان کی میز پر رکھ دیئے جاتے ہیں ۔

مسٹر اسپیکر :- اب وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے ۔ اور سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں ۔

میر نبی بخش خان کھوسہ :- جناب والا! ایک گھنٹہ وقفہ سوالات کے لئے ہوتا ہے ۔ کیا اس کے بارے میں رولز کا حوالہ دے سکتے ہیں ۔؟

مسٹر اسپیکر:۔ اسمبلی کے قواعد و انضباط کار کی کاپیاں آپ لوگوں کو دی گئی ہیں اور وہ ہر ممبر کے پاس موجود ہیں۔ رولز کے مطابق اسمبلی کا وقفہ سوالات ایک گھنٹہ ہے۔ آپ کو پانچ منٹ زیادہ دیئے گئے ہیں۔ رولز کی پابندی ہم سب پر لازم ہے۔ اب باقی تمام سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ اگر کوئی بات کسی کے سوال کی وضاحت طلب ہو تو آپ وزیر متعلقہ سے بعد میں پوچھ سکتے ہیں۔

***۱۳۴۔ میر نبی بخش خان کھوسہ:۔** کیا وزیر آبپاشی و برقیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پٹ فیڈر کینال کو چوڑا کرنے کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) اس منصوبے پر کب تک عمل درآمد کیا جائے گا۔ نیز منصوبے پر کل لاگت کا تخمینہ کتنا ہے۔

(ج) پٹ فیڈر کینال کے لیے پانی کی کل مقدار ۶۷۰۰ کیوسک پروجیکٹ کے مطابق ہونی چاہیئے۔ اس وقت کم مقدار میں پانی دیا جارہا ہے۔ جس کی وجہ سے ہزاروں ایکڑ اراضی غیر آباد پڑی ہے۔

(د) حکومت اس منصوبے کو جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے فوری اقدام کرنے پر غور کرے گی؟

وزیر آبپاشی و برقیات:۔ (الف) جی ہاں پٹ فیڈر نہر کو ایشیائی ترقیاتی بنک کی مالی امداد سے چوڑا کرنے کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) پٹ فیڈر نہر کو چوڑا کرنے کے منصوبے پر سال ۱۹۸۶ء میں عمل درآمد کا امکان ہے۔ منصوبہ پر ۱۸۰ ملین ڈالر لاگت آئے گی۔

(ج) پٹ فیڈر کینال کو چوڑا کرنے کا جو منصوبہ بنایا گیا ہے۔ اس میں ۶۰۰۰ کیوسک کی ہی گنجائش رکھی گئی ہے۔

(د) یقیناً حکومت بلوچستان کی شدید خواہش ہے۔ کہ منصوبہ پر جتنا جلد ممکن ہو سکے کام شروع کیا جائے جونہی ایشیائی ترقیاتی بینک سے امداد مہیا ہوئی منصوبہ پر کام کا آغاز کر دیا جائے گا۔

*۱۴۴۔ نصیر احمد باچا:-

کیا وزیر آبپاشی و برقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے۔ کہ حکومت نے چمن شہر کے لئے پانچ ٹیوب ویلوں کی تنصیب کی منظوری دی تھی۔ لیکن اب تک صرف تین ٹیوب ویلوں کی تنصیب کی گئی ہے۔ جن پر ابتک مشین نصب نہیں کی گئی۔؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان تین ٹیوب ویلوں پر مشینوں کو نصب نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں۔ نیز کیا حکومت باقیماندہ دو ٹیوب ویلوں کا کام جلد شروع کرے گی۔

وزیر آبپاشی و برقیات:-

(الف) صدر پاکستان کی ہدایت کے تحت چمن شہر کے لئے پانچ ٹیوب ویل منظور کئے گئے تھے۔ جس کے لئے جو ہے ... حکومت نے بیس لاکھ روپے کا تخمینہ کا ... منظور کیا۔ اور منصوبہ ... کے لئے سال ۱۹۸۲ء میں صرف دس لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے چار ٹیوب ویل مکمل کر لئے گئے ہیں۔ جن میں سے ایک ٹیوب ویل فنی بنیاد کی وجہ سے ناکام ہوا پانچویں ٹیوب ویل کی جگہ کا انتخاب چیئرمین میونسپل کمیٹی کے مشورے سے کیا جائے گا اور بورنگ کا کام شروع کیا جائے گا۔

(ب) مالی سال ۸۶-۱۹۸۵ء میں کامیاب ٹیوب ویلوں پر مشینیں نصب

نصب کرنے کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔ لیکن ۱۹۸۵ء کے (UNHCR) کے پروگرام میں دو ٹیوب ویلوں پر مشینری نصب کرنے ٹینک بنانے اور پائپ بچھانے کے لئے ۲۰ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ اس کام کا P.C.I صوبائی ترقیاتی ورکنگ پارٹی (PDWP) سے منظور ہو چکا ہے۔ اور ٹینڈر بھی موصول ہو گئے ہیں۔ انشاء اللہ یہ کام جلد ہی شروع کر دیا جائے گا تیسرے ٹیوب ویل کو استعمال میں لانے کا تخمینہ کیا جا رہا ہے۔ جو کہ جلد ہی محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو منظوری کے لئے بھجوا دیا جائے گا۔

۴۴۱۔ نصیر احمد باچا

کیا وزیر آبپاشی و برقیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رواں مالی سال کے دوران صوبہ بلوچستان کے تقریباً تین سو دیہاتوں کو بجلی فراہم کرنے کا منصوبہ زیر غور ہے۔؟

(ب) اگر مذکورہ (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو اس منصوبہ میں ضلع پشین میں تحصیل چمن کے کون کون سے دیہات شامل ہیں۔ تفصیل سے آگاہ کیا جائے۔

وزیر آبپاشی و برقیات:۔

(الف) رواں مالی سال کے دوران صوبہ بلوچستان کے ۲۴۳ دیہاتوں کو بجلی فراہم کرنے کا منصوبہ زیر غور ہے۔

(ب) اس مقصد کے لئے حکومت کے مقرر کردہ طریقہ کار کے مطابق مذکورہ بالا ۲۴۳ دیہات کا انتخاب محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے زیر غور ہے۔ اس کا حتمی فیصلہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے زیر غور ہے۔ اس کا حتمی فیصلہ ہونے پر ہی تحصیل چمن کے دیہات کو بجلی پہنچانے کے متعلق کچھ کیا جا سکتا ہے۔

۱۵۱ میر فتح علی خان عمرانی :-

کیا وزیر آبپاشی و برقیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پٹ کینال کا پانی منبع سے ۱۰۹ آر ڈی تک صوبہ سندھ کی حدود سے گزر کر صوبہ بلوچستان میں داخل ہوتا ہے۔ نیز پٹ فیڈر کینال و ڈیزرٹ کینال جو صوبہ سندھ کی اراضیات کو سیراب کرتے ہوئے ایک ہی مقام پر الگ ہوتے ہیں - جس سے پانی کی مقدار میں کمی آجاتی

(ب) کیا یہ بھی درست ہے۔ کہ پٹ فیڈر کینال اور دریائے سندھ کے درمیان صرف ۲۲ میل کا فاصلہ ہے۔ اگر پٹ فیڈر کینال کو براہ راست دریائے سندھ سے نکالا جائے۔ تو پٹ فیڈر کینال کو اپنے حصے کا صحیح مقدار میں پانی دستیاب ہوگا۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پٹ فیڈر کینال کے پانی کے مقدار میں اضافے کے لئے مجوزہ تجویز پر غور کرے گی؟

وزیر آبپاشی و برقیات :-

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ پٹ فیڈر کینال منبع سے ۱۰۹.۲ تک صوبہ سندھ کی حدود سے گزر کر صوبہ بلوچستان میں داخل ہوتی ہے۔ نیز ڈیزرٹ پٹ فیڈر کینال RD.۲۷ پر ڈیزرٹ کینال اور اور پٹ فیڈر کینال میں تقسیم ہوجاتی ہے۔ چونکہ پٹ فیڈر کینال کے حصہ کے پانی کی مقدار کی پیمائش RD-۱۰۹ پر طے شدہ ہے۔ لہذا پٹ فیڈر کینال کے RD-۱۰۹ تک صوبہ سندھ کی حدود میں سے گزرنے سے اس کے پانی کی حیثیت پر فرق نہیں پڑتا۔

(ب) گڈو بیراج سے پٹ فیڈر نہر RD-۱۰۹ تک کا فاصلہ ۲۱ میل ہے۔ نیز پٹ فیڈر کینال کو براہ راست دریائے سندھ سے نکالنا فنی وجوہات کی بناء پر ممکن نہیں ہے۔

(ج) جیسا کہ جزو (ب) میں تحریر کیا گیا ہے۔ پٹ فیڈر کینال کو براہ راست دریائے

سندھ سے نکالنے کا منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔ ہاں البتہ پٹ فیڈر کینال میں توسیع کے بعد بقدر ...۶۰ کیوسک مقدار پانی لانے کی گنجائش پیدا کی جا سکے گی۔

مسٹر اسپیکر:۔ وقفہ سوالات ختم ہوا
اب سیکرٹری اسمبلی اعلان کریں گے۔

مسٹر اظہر سعید خان سیکرٹری اسمبلی:۔ رخصت کی درخواست

سردار بہادر خان بنگلزئی صاحب کی درخواست موصول ہوئی ہے۔

"طبیعت کی خرابی کی بنا" پر مزید دو دن نہیں آسکوں گا۔ برائے مہربانی ان ایام کی رخصت منظور کی جائے"

مسٹر اسپیکر:۔ سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے
(رخصت منظور کی گئی)

وزیر اعلی:۔ جناب اسپیکر! میری تجویز ہے۔ کہ اجلاس کی کارروائی آدھے گھنٹے کے لئے ملتوی کی جائیں تاکہ ہم فریش ہوسکیں۔

مسٹر اسپیکر:۔ اسمبلی کا اجلاس آدھے گھنٹہ کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے

گیارہ بجکر پندرہ منٹ پر اجلاس ملتوی ہوگیا
اور
(بارہ بجکر پندرہ منٹ پر دوبارہ زیر صدارت مسٹر اسپیکر شروع ہوا)

مجلس برائے قواعد و انضباط کار و استحقاقات کی تشکیل

مسٹر اسپیکر:- اب وزیر اعلیٰ قواعد و انضباط کار و استحقاقات کی مجلس کی تشکیل کی تحریک پیش کریں۔

وزیر اعلیٰ:- جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے حسب ذیل اراکین پر مشتمل ایک مجلس برائے قواعد و انضباط کار و استحقاقات تشکیل دی جائے۔

۱۔ میر فتح علی عمرانی۔ ۲۔ میر محمد صالح بھوتانی

۳۔ مسٹر عصمت اللہ خان موسیٰ خیل۔

۴۔ سردار دینار خان کرد۔ ۵۔ سردار نثار علی۔

مسٹر اسپیکر:- تحریک یہ ہے کہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے حسب ذیل اراکین پر مشتمل ایک مجلس برائے قواعد و انضباط کار و استحقاقات تشکیل دی جائے۔ ۱۔ میر فتح علی عمرانی ۲۔ میر محمد صالح بھوتانی ۳۔ میر عصمت اللہ خان موسیٰ خیل ۴۔ سردار دینار خان کرد ۵۔ سردار نثار علی (تحریک منظور کی گئی)

مجلس حسابات عامہ (پبلک اکاؤنٹس کمیٹی) کی تشکیل۔

مسٹر اسپیکر:- وزیر اعلیٰ مجلس حسابات عامہ کی تشکیل کے بارے میں اپنی تحریک پیش کریں۔

وزیر اعلیٰ:- جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے حسب ذیل اراکین پر مشتمل ایک مجلس حسابات عامہ (پبلک اکاؤنٹس کمیٹی) تشکیل

دی جائے ۔

۱۔ میر ہمایوں خان مری وزیر مالیات	رکن بلحاظ عہدہ
۲۔ پرنس یحییٰ خان	رکن " "
۳۔ مسز فضیلہ عالیانی	رکن " "
۴۔ حاجی محمد شاہ مردان زئی	" " "
۵۔ سردار خیر محمد خان ترین	" " "

مسٹر اسپیکر :۔

تحریک یہ ہے کہ :

بلوچستان صوبائی اسمبلی کے حسب ذیل اراکین پر مشتمل ایک مجلس حسابات عامہ (پبلک اکاؤنٹس کمیٹی) تشکیل دی جائے ۔

۱۔ میر ہمایوں خان مری وزیر مالیات	رکن بلحاظ عہدہ
۲۔ پرنس یحییٰ خان	رکن " "
۳۔ مسز فضیلہ عالیانی	" " "
۴۔ حاجی محمد شاہ مردان زئی ۔	" " "
۵۔ سردار خیر محمد ترین	" " "

(تحریک منظور کی گئی) (تالیاں)

مسودات قوانین

مسٹر اسپیکر :۔ آپ وزیر اعلیٰ اپنا بل پیش کریں ۔

۱ وزیراعلیٰ:۔ جناب اسپیکر! میں آپ کی اجازت سے بلوچستان پبلک سروس کمیشن کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ (۱۹۸۵ء) مسودہ قانون نمبر ۵ مصدرہ ۱۹۸۵ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر! مسودہ قانون پیش کیا گیا۔ اب وزیر منصوبہ بندی و ترقیات اپنا مسودہ قانون پیش کریں۔

۲۔ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات!۔ جناب اسپیکر! میں آپ کی اجازت سے کوئٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا ترمیمی بل، مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر۔ مسودہ قانون پیش کیا گیا۔ اب اگلا بل پیش کیا جائے۔

۳۔ وزیر مال۔ جناب اسپیکر! میں آپ کی اجازت سے بلوچستان حاصل اراضی (جائداد) کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ (۱۹۸۵ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر! بل پیش کیا گیا۔ اب وزیر اعلیٰ اپنا اگلا بل پیش کریں گے

۴۔ وزیر اعلیٰ۔ جناب اسپیکر! میں آپ کی اجازت سے بلوچستان [illegible] کے ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء ایوان میں پیش کرتا ہوں

مسٹر اسپیکر:۔ مسودہ قانون پیش کیا گیا۔ اب وزیر اوقاف وسماجی بہبود اپنا مسودہ قانون پیش کریں۔

۵ وزیر حج واوقاف وسماجی بہبود:۔ جناب اسپیکر میں آپ کی اجازت سے بلوچستان وقف پراپرٹیز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر:۔ بل پیش ہوا۔ اب وزیر مال اپنا مسودہ قانون پیش کریں۔

۷۔ وزیر مال:۔ جناب اسپیکر! میں آپ کی اجازت سے بلوچستان لینڈ ریونیو کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء (مسودہ قانون نمبر ۱۱ مصدرہ ۱۹۸۵ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر! بل پیش ہوا۔ اب وزیر موصوف اپنا اگلا بل پیش کریں۔

۸۔ وزیر مال:۔ جناب اسپیکر! میں آپ کی اجازت سے بلوچستان اعانت قرضداری کے (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء (مسودہ قانون نمبر ۱۲) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر:۔ مسودہ قانون پیش کیا گیا اب وزیر موصوف اگلا بل پیش کریں۔

۹۔ وزیر مال:۔ جناب اسپیکر! میں آپ کی اجازت سے محصول اراضی (بلوچستان ترمیمی) مسودہ

قانون کمیٹی کے حوالے کئے جانے کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر:- مسودہ قانون پیش کیا گیا اب میں اکتوبر ۱۹۷۲ء کو پیش کئے گئے بجٹ پر غور کئے جائیں گے ، وزیر اعلیٰ تحریک پیش کریں۔

مسٹر فقیہ حالیانی:- جناب اسپیکر! ہمیں ترمیمات کی کاپیاں تو تقسیم کی گئی ہیں لیکن بجٹ کی اصل کاپیاں نہیں ملی ہیں۔ تاکہ ہم ان کا مطالعہ کر سکیں۔ کیا یہ ہمیں نہیں دی جا سکتی ہیں؟

مسٹر اسپیکر:- آپ کو کاپیاں نہیں ملے ہیں۔ اس کے متعلق آپ وزیر قانون یا وزیر اعلیٰ بتلا سکتے ہیں۔ (دیاہی گفتگو)

مسٹر اسپیکر:- چونکہ متعلقہ مسودات کا اردو ترجمہ موصول نہیں ہوا ہے اور ممبران کو نہیں ملے ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ سے کہوں گا۔ کہ وہ ان کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں اراکین کو مہیا کر دیں۔ اور اس دوران متعلقہ بل سے مطلوبہ مواد آجائے۔ اس لئے اجلاس آدھے گھنٹے کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

بارہ بجکر بیس منٹ پر اجلاس ملتوی ہوگیا

اور

پھر ایک بجکر پانچ منٹ پر زیر صدارت مسٹر اسپیکر شروع ہوا

مسٹر اسپیکر:- اجلاس کی کاروائی شروع کی جاتی ہے۔ وزراء صاحبان سے میری گذارش ہے۔ کہ وہ مسودات قانون کو جنہیں وہ اسمبلی میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے سے ایک مہینہ پہلے اسمبلی سیکرٹریٹ کو ہر حالت میں مکمل کر کے ارسال کریں تاکہ متعلقہ کاروائی

بروقت ہو سکے۔ اور ممبران کو وقت سے پہلے کاغذات ارسال کئے جا سکیں۔
مجھے انتہائی افسوس ہے۔ کہ بروقت کاغذات نہ پہنچنے کی وجہ سے
ایوان کی کارروائی کو بار بار ملتوی کرنا پڑا۔ یہ امر ناپسندیدہ ہے۔ لہٰذا
متعلقہ محکمہ جات اس بات کا خیال رکھیں کہ کمنڈہ اسمبلی میں پیش ہونے والے
کاغذات وقت پہ پہنچائیں۔ اور اسمبلی کی کارروائی کو بروقت چلانے کو معزز
اراکین کو دوبارہ ایسی زحمت برداشت نہ کرنا پڑے۔

مسودات قوانین

مسٹر اسپیکر:- اب ۳ر اکتوبر ۱۹۸۵ء کو پیش کئے گئے مسودات قانون
زیر غور لائے جائیں گے۔ وزیر متعلقہ اپنی تحریک پیش کریں۔
بلوچستان کے وزیر اعلیٰ اور صوبائی وزراء کے مشاہرات و استحقاقات
(ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء / مسودہ قانون نمبر ۲
مصدرہ ۱۹۸۵ء

وزیر اعلیٰ:- جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ
بلوچستان کے وزیر اعلیٰ اور صوبائی وزراء کے (مشاہرات مراعات اور
استحقاقات کی ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء کو بلوچستان صوبائی
اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر ۸۴ کے مقتضیات
سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

مسٹر اسپیکر:- تحریک یہ ہے کہ:
بلوچستان کے وزیر اعلیٰ اور صوبائی وزراء کے (مشاہرات مراعات اور استحقاقات، کی ترمیمی) مسودہ
قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر ۸۴
کے مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر اسپیکر:- اگلی تحریک پیش کی جائے۔

وزیر اعلیٰ:- جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ
بلوچستان کے وزیر اعلیٰ اور صوبائی وزراء کے مشاہرات، مراعات
اور استحقاقات کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء کو فی الفور
زیر غور لایا جائے۔

مسٹر اسپیکر:- تحریک یہ ہے کہ
بلوچستان کے وزیر اعلیٰ اور صوبائی وزراء کے مشاہرات
مراعات اور استحقاقات کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء
کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر اسپیکر:- پرنس یحییٰ جان نے ترمیم کا نوٹس دیا ہے
لہذا وہ اپنی ترمیم پیش کریں۔

پرنس یحییٰ جان:- جناب اسپیکر! آپکی اجازت سے
بلوچستان کے وزیر اعلیٰ اور صوبائی وزراء کے
(مشاہرات، مراعات و استحقاقات) کے ایکٹ نمبر III مجریہ
۱۹۷۵ء میں یہ ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ساتھ ہی واضح کر دینا ضروری
سمجھتا ہوں کہ یہ ترامیم چونکہ انگریزی میں ہیں۔ اسلئے ایوان کی خدمت میں انگریزی زبان میں پڑھوں گا۔ شکریہ

1. In the said Act, for section 3, the following shall be substituted namely:-

"3. The salary of a Minister and Chief Minister shall be rupees five thousand and six thousend per mensem respectively".

2 In the said Act, in section 6:-

(a) in sub-section (1), for the words "one thousand rupees" the words "three thousand rupees" shall be substituted.

(b) in sub-section (2), for the words "five hundred rupees" the words" two thousand rupees" shall be substituted.

3 In the said Act, for sub-sections (4), (5) and (6) of section 8, the following shall be substituted;-

"(4) The residence of a Chief Minister shall be furnished by Goverment free of cost with no limit and that of a Ministet at a cost of forty thousand rupees, in accordance with such scale as may be prescribed by Government from time to time:

Provided that spending of the whole of the aforesaid amount on any one item of furnishing shall not be permissible.

(5) If at the time of entering office, an official residence is not available, the Chief Minister and a Minister shall until such residence is provided by Government be piad the actual expenditure incurred by him on furnished accommodation to himself and his family, subject to a maximum of two thousand rupees per mensem.

(6) Where the Chief Minister or a Minister chooses to reside;

(i) in his own house; or

(ii) in a rented house occupied by him before his appointment as a Chief Minister or Minister, as the case may be;

if residing in his house he may be paid a monthly sum of seven thousand rupees in lieu of the official accommodation and to cover all expenses on its maintenance. The charges for consumption of electricity and gas in respect of the said house upto the limit prescribed in sub-sections ([illegible]) and ([illegible])

shall be borne by Government If residing in rented house already in occupation, the house rent shall be determined on case basis. Besides the above amount the Chief Minister and a Minister shall be paid a sum of eighty thousand rupees and forty thousand rupees respectively, at one time as furnishing grant or, at their option, be entitled to a furnishing allowance of two thousand rupees per mensem, in lieu of such grant.

4. In the said Act, after section 13, the following new section shall be inserted, namely:-

"13-A. Discretionary grant:- A sum of fifty thousand rupees and twenty five thousand rupees per annum shall be placed at the disposal of the Chief Minister and a Minister respectively for making discretionary grants in such manner as may be prescribed."

1. in the said Act, for section 3, the following shall be substituted, namely:-

"3. The salary of a Minister and Chief Minister shall be rupees five thousand and six thousand per mensem respectively."

2. In the said Act, in section 6:-

(a) in sub-section (1), for the words "one thousand rupees" the words "three thousand rupees" shall be substituted.

(b) in sub-section (2), for the words "five hundred rupees" the words "two thousand rupees" shall be substituted.

3. In the said Act, for sub-sections (4), (5) and (6) of section 8, the following shall be substituted:-

"(4) The residence of a Chief Minister shall be furnished by Government free of cost with no limit and that of a Minister at a cost of forty thousand rupees, in accordance with such scale as may be prescribed by Government from time to time:

Provided that spending of the whole of the aforesaid amount on any one item of furnishing shall not be permissible

(5) If at the time of entering office, an official residence is not available, the Chief Minister and a Minister shall until such residence is provided by Government be paid the actual expenditure incurred by him on furnished accommodation to himself and his family, subject to a maximum of two thousand rupees per mensem

(6) where the Chief Minister or a Minister chooses to reside;

(i) in his own house; or

(ii) in a rented house occupied by him before his appointment as a Chief Minister or Minister, as the case may be;

if residing in his house he may be paid a monthly sum of seven thousand rupees in lieu of the official accommodation and to cover all expenses on its maintenance. The charges for consumption of electricity and gas in respect of the said house upto the limit prescribed in sub-sections (2) and (3), shall be borne by Government. If residing in rented house already in accupation, the house rent shall be determine on case to case basis Besides the above amount the Chief Minister and a Minister shall be paid a sum of eighty thousand rupees and forty thousand rupees respectively, at one time as furnishing graet or, at their option, be entitled to a furnishing allowance of two thousand rupees per mensem in lieu of such grant.

4. In the said Act, after section 18, the following new section shall be inserted, namely:-

"18-A Discretionary grant:- A sum of fifty thousand rupees and twenty five thousand rupees per annum shall be placed at the disposal of the Chief Minister and a Minister respectively for making discretionary grants in such manner as may be prescribed."

مسٹر اسپیکر! ___ سوال یہ ہے کہ یہ ترامیم منظور کی جائیں

(ترامیم منظور کی گئیں)

(اگلی تحریک

وزیر اعلیٰ:- جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ اور صوبائی وزراء (مشاہرات، مراعات و استحقاقات کے (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء کو منظور کیا جائے۔

مسٹر اسپیکر: تحریک یہ ہے کہ بلوچستان کے وزیر اعلیٰ اور صوبائی وزراء کے (مشاہرات، مراعات و استحقاقات) کے ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء کو ترمیم شدہ شکل میں منظور کیا جائے۔ (مسودہ قانون منظور کیا گیا)

بلوچستان کے اسپیکر و ڈپٹی اسپیکر کے (مشاہرات، مراعات اور استحقاقات کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء (مسودہ قانون نمبر ۸ مصدرہ ۱۹۸۵ء)

مسٹر اسپیکر:- منسٹر صاحب تحریک پیش کریں۔

وزیر اعلیٰ:- جناب اسپیکر میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان کے اسپیکر و ڈپٹی اسپیکر کے (مشاہرات، مراعات اور استحقاقات کے (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر ۸۴ کے مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

مسٹر اسپیکر:- تحریک یہ ہے کہ بلوچستان کے اسپیکر و ڈپٹی اسپیکر کے (مشاہرات، مراعات اور استحقاقات) کے (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر ۸۴ کے مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر اسپیکر:- اگلی تحریک۔

وزیر اعلیٰ:- جناب اسپیکر، میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ

بلوچستان کے اسپیکر و ڈپٹی اسپیکر کے [illegible] کے ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ [illegible] کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

مسٹر اسپیکر:-

تحریک پیش ہوئی کہ

بلوچستان کے اسپیکر و ڈپٹی اسپیکر کے مشاہرات، مراعات اور استحقاقات کے ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۷۵ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر اسپیکر:-

پرنس یحییٰ جان نے ترمیم کا نوٹس دیا ہے۔ وہ اپنی ترمیم پیش کریں۔

پرنس یحییٰ جان:-

جناب اسپیکر آپ کی اجازت سے بلوچستان کے اسپیکر و ڈپٹی اسپیکر کے مشاہرات، مراعات و استحقاقات کے ایکٹ مجریہ ۱۹۷۵ء نمبر ۱۹۷۵ء میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں۔

1. In the said Act, for clause (d) of section 2, the following shall be substituted, namely:-

"(d) "maintenance" in relation to a Speaker's residence includes the payment of local rates and taxes, water charges, electricity charges upto one thousand rupees per mensem and domestic fuel/gas charges upto five hundred rupees and upto one thousand rupees per mensem during winter i.e. 1st December to 31st March; and in relation to a Deputy Speaker's residence includes the payment of local rates and taxes, water charges and fifty rupees per mensem and domestic fuel/gas charges upto five hundred rupees per mensem:".

2. In the said Act, in clause (e) of section 3, for the words "one hundred and twenty maunds in case of Speaker and eighty maunds in case of the Deputy Speaker" the words " four thousand and four hundred and eighty kilogrammes in case of the Speaker and two thousand nine hundred eighty six kilogrammes in case of the Deputy Speaker" shall be substituted.

3. In the said Act, in section 5, for the words "three thousand rupees and two thousand rupees" the words "five thousand rupees and four thousand rupees" shall be substituted.

4. In the said Act, in section 6,-

(a) for the second proviso the following shall be substituted:-

"Provided further that at the option of the Speaker or the Deputy Speaker, as the case may be, he shall be entitled to a monthly furnishing allowance of two thousa d rupees, in lieu of the furnishing of the residence.

(b) for sub-section (4) the following shall be substituted:-

"(4) Where the Speaker or the Deputy Speaker resides:-

(i) in a house hired by Government.	No limit.

(ii) in his own house.	Seven thousand rupees and four thousand rupees respectively-
(iii) in a rented house occupied by him before his appointment as the Speaker or Deputy Speaker, as the case may be.	To be decided on case to case basis

5. In the said Act, in section 15, for the words "rupees five hundred and rupees three hundred" the words "two thousand rupees and seven hundred and fifty rupees" shall be subsitituted.

6. In the said Act, after section 15, the following new section shall be inserted:-

"15-A. Discretionary grant.- A sum of rupees twenty five thousand per annum (with conditions for its use) shall be placed at the disposal of the Speaker for making discretionary grants in such manner as may be prescribed

مسٹر اسپیکر۔ ترمیم پیش کرے۔

1. In the said Act, for the clause (d) of section 2, following shall be substituted, namely:-

"(d) "maintenance" in relation to a Speaker's residence includes the payment of local rates and taxes, water charges, electricity charges upto one thousand rupees per mensem and domestic fuel/gas charges upto five hundred rupees aad upto one thousand rupees per mersem during winter i.e. 1st December to 31st March; and in relation to a Deputy Speaker's residence includes the payment of of local rates and taxes, water charges and electricity charges upto seven hundred and fifty rupees per mensem and domestic fuel/gas charges upto five hundred rupees per mensem;".

2. In the said Act, clause (c) of section 3, for the words "one hundred and twenty maund in case of Speaker and eighty maunds in case of the Deputy Speaker" the words "four thousand and four hundred and eighty kilogrammes in case of the Speaker and two thousand nine hundred eighty six kilogrammes in case of the Deputy Speaker" shall be substituted.

3. In the said Act, in section 5, for the words "three thousand rupees and two thousand rupees" the words "five thousand rupees and four thousand rupees" shall be substituted.

4. In the said Act, in section 6.

(a) for the second proviso the following shall be substituted:-

"provided further that at the option of the Speaker or the Deputy Speaker, as the case may be, he shall be entitled to a monthly furnishing allowance of two thousand rupees, in lieu of the furnishing of the residence.

(b) for sub-section (4) the following shall be substituted:-

"(4) Where the Speaker or the Deputy Speaker resides:-

(i) in a house hired by Government,	No limit.
(ii) in his own house,	Seven thousand rupees and four thousand rupees respectively.
(iii) in a rented house occupied by him before his appointment as the Speaker or Deputy Speaker, as the case may be.	To be decided one case to case basis.

5 In the said Act, in section 15, for the words "rupees five hundred and rupees three hundred" the words "two thousand rupees and seven hundred and fifty rupees" shall be substituted.

6 In the said Act, after section 15, the following new section shall be inserted, namely:-

"15-A Discretionary grant.- A sum of rupees twenty five thousand per annum (with conditions for its use) shall be placed at the disposal of the Speaker for making discretionary grants in such manner as may be prescribed.

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر اسپیکر:۔ اگلی تحریک

وزیر اعلیٰ:۔ جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

بلوچستان کے اسپیکر و ڈپٹی اسپیکر کے (مشاہرات، مواجبات اور استحقاقات) کے (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء، مسودہ قانون نمبر ۳ مصدرہ ۱۹۸۵ کو منظور کیا جائے۔

مسٹر اسپیکر:۔ سوال یہ ہے کہ مسودہ قانون کو ترمیمی شکل میں منظور کیا جائے

(مسودہ قانون منظور کیا گیا)

مسٹر اسپیکر:۔ اگلی تحریک پیش کی جائے۔

بلوچستان اسمبلی کے اراکین کے (مشاہرات و مواجبات) کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء، مسودہ قانون نمبر ۴ مصدرہ ۱۹۸۵ء)

وزیر اعلیٰ:۔

جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

بلوچستان اسمبلی کے اراکین کے (مشاہرات، مواجبات) کے (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر ۸۴ کے مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

مسٹر اسپیکر:۔

تحریک یہ ہے کہ

بلوچستان اسمبلی کے اراکین کے (مشاہرات، مواجبات) کا (ترمیمی) مسودہ

قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباطِ کار مجریہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر ۸۴ کے مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر اسپیکر:۔ اگلی تحریک

وزیرِاعلیٰ:۔ جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان اسمبلی کے اراکین (مشاہرات و مواجبات) کے ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء کو فی الفور زیرِ غور لایا جائے۔

مسٹر اسپیکر:۔ تحریک یہ ہے کہ:۔

بلوچستان اسمبلی کے اراکین کے (مشاہرات و مواجبات) کے (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء کو فی الفور زیرِ غور لایا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر اسپیکر:۔ پرنس یحییٰ جان نے ترمیم کا نوٹس دیا ہے۔ برائے مہربانی معزز رکن اپنی ترمیم پیش کریں۔

پرنس یحییٰ جان:۔ جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں بلوچستان اسمبلی کے اراکین کے (مشاہرات و مواجبات) کے (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں۔ کہ

1. In the said Act, in section 3, for the words "one thousand rpuees" the words "two thousand rupees" shall be substituted.

2. In the said Act, in sectiou 4, for the words "seventy-five rupees" the words "two hundred rupees" shall be substituted.

3. In the said Act, for section 5, the following shall be substituted:-

"5. Travelling allowance and mileage allowance.-

A member shall be entitled to draw a travelling allowance for journey performed for the purpose of attending session, meeting of a Committee, or any other business as such member, from the place where he ordinarily resides to the place where the session or the meeting is held or the other business is transacted or whenever a demand is made by the Provincial Government for the presence of the member of the Provincial Assembly at Quetta or any other place in connection with the visit of the President of Pakistan or the Prime Minister of Pakistan and for the return journey from the last mentioned place to the first mentioned place, at the following rates:-

(a) in case of journe by rail, an amount equal to one air-conditioned class fere;

(b) in case of journey by air, an amount equal to one economy class fere;

(c) in case of journey by road, an allowance at the rate of rupee one and twenty paisas per kilometer when the journey in a vehicle not owned, or maintained by Government is performed:

Provided that if the meeting of the Assembly is adjournd for a period of more than ten days, a member shall be entitled to travelling allowance for a journey performed from the place of session to the place where he ordinarily resides and back from such place to the place of session."

4. In the said Act, after section 7, the following new section shall be inserted, namely:-

"7-A. Medical facilities.- A member shall be entitled to medical facilities as admissible to a Government servant of a highest class under the West Pakistan Government Servants (Medical Attendance) Rules, 1959

مسٹر اسپیکر:- ترمیم یہ ہے کہ:-

1. In the said Act, in section 3, for the words "one thousand rpuees" the words "two thousand rupees" shall be substituted.

2. In the said Act, in section 4, for the words "seventy-five rupees" the words "two hundred rupees" shall be substituted.

3. In the said Act, for section 5, the following shall be substituted:-

"5 Travelling allowance and mileage allowance.-

A member shall be entitled to draw a travelling allowance for journey performed for the purpose of attending session, meeting of a Committee, or any other business as such member, from the place where he ordinarily resides to the place where the session or the meeting is held or the other business is transacted or whenever a demand is made by the Provincial Government for the presence of the member of the Provincial Assembly at Quetta or any other place in connection with the visit of the President of Pakistan or the Prime Minister of Pakistan and for the return journey from the last mentioned place to the first mentioned place, at the following rates:-

(a) in case of journe by rail, an amount equal to one air-conditioned class fere;

(b) in case of journey by air, an amount equal to one economy clais fere;

(c) in case of journey by road, an allowance at the rate of rupee one and twenty paisas per kilometer when the journey in a vehicle not owned or maintained by Government is performed:

Provided that if the meeting of the Assembly is adjournd for a period of more than ten days, a member shall be entitled to travelling allowance for a journey performed from the place of session to the place where he ordinarily resides and back from such place to the place of session."

4 In the said Act, after section 7, the following new section shall be inserted, namely:-

"7-A. Medical facilities.- A member shall be entitled to medical facilities as admissible to a Government servant of a highest class under the West Pakistan Government Servants (Medical Attendance) Rules, 1959."

مسٹر اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ مجوزہ ترامیم منظور کی جائیں۔

(ترامیم منظور کی گئیں)

مسٹر اسپیکر:- اگلی تحریک

وزیر اعلیٰ:- جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان اسمبلی کے اراکین کے (مشاہرات و مواجبات) کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء کو منظور کیا جائے۔

مسٹر اسپیکر:- تحریک یہ ہے کہ:-
بلوچستان اسمبلی کے اراکین کے (مشاہرات و مواجبات) کے (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۵ء کو ترمیم شدہ شکل میں منظور کیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر اسپیکر:- ترمیم شدہ مسودہ قانون منظور کیا گیا۔

مسٹر اسپیکر:- اب چونکہ اسمبلی کے سامنے مزید کوئی کارروائی نہیں ہے۔ لہٰذا اجلاس مورخہ ۹ اکتوبر ۱۹۸۵ء صبح دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(دو بجکر پندرہ منٹ، بعد دوپہر، اسمبلی کا اجلاس مورخہ ۹ اکتوبر ۱۹۸۵ء صبح دس بجے تک کے لیے ملتوی ہو گیا)